321

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔ جون2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث"

323

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

سوموار،24۔جون2013

(یوم الاثنین،14۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر45منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

حٰمٓ ۚ ۝١ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝٢ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۝٣ فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ ۝٤ اَمۡرًا
مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ۝٥ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝٦ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا
بَيۡنَهُمَا ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ ۝٧ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ؕ
رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآٮِٕكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝٨

سُوْرَۃُ الدّخان آیات1 تا8

حٰمٓ(1)اِس کتاب روشن کی قسم(2)کہ ہم نے اُس کو مبارک رات میں نازل فرمایا ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں(3)اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں(4)(یعنی)ہمارے ہاں سے حکم ہو کر۔ بیشک ہم ہی (پیغمبر کو) بھیجتے ہیں(5)(یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ وہ تو سننے والا جاننے والا ہے(6)آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگ یقین کرنے والے ہو(7)اُس کے سوا کوئی معبود نہیں(وہی) جِلاتا ہے اور (وہی) مارتا ہے (وہی) تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے(8)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبولﷺ

دیکھے وہیں رَحمت کے بسیرے ہیں نبیؐ جی
جس دل میں تیری یاد کے ڈیرے ہیں نبیؐ جی
جس دن سے مدینے کی میں شَب دیکھ کے آیا
تب سے میری آنکھوں میں سویرے ہیں نبیؐ جی
دوزخ میں جلیں گے جو غلامی میں نہ آئے
اُن کے لئے جنت ہے جو تیرے ہیں نبیؐ جی
معمول ہے دن رات درود آپ نبیؐ پہ پڑھنا
رَحمت کے میرے گھر میں بسیرے ہیں نبیؐ جی
کیا چیز ہے سرور شہ والا کی محبت
ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ میرے ہیں نبیؐ جی

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں بتا تا چلوں کہ اب تک 110 معزز ممبران اس بحث میں حصہ لے چکے ہیں---

ملک سیف الملوک کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت ذرا اجتناب کیا کیجئے۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ کی بات سُن لیتا ہوں۔ آج میرے پاس 67 معزز ممبران کی فہرست پہنچی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ زیادہ سے زیادہ معزز ممبران کو accommodate کریں اس کے بعد وزیر خزانہ صاحب wind up speech کریں گے۔ آج جو صاحبان تقریر نہ کر سکیں تو میری خواہش ہے کہ وہ ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لیں۔ ایسے معزز ممبران جو پہلے بات نہ کر سکے ہوں ان کو موقع ضرور ملنا چاہئے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گلگت میں دہشت گردی کا جو واقعہ ہوا ہے اس کی مذمت کے لئے میری اور بہت سے دوسرے دوستوں کی طرف سے قرار داد پیش کرنے کا کہا گیا ہے۔ وزیر قانون صاحب کا فون آیا تھا کہ میں تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس بارے میں میری آپ اور وزیر قانون صاحب سے بات ہوئی ہے۔ آپ متفقہ طور پر ایک قرار داد لائیں گے اور پھر جب ایوان اجازت دے گا تو ہم اس کو take up کریں گے۔ آپ تھوڑا سا انتظار کیجئے۔ مجھے بھی اس بات کا احساس ہے اور یہ بہت ضروری بات ہے۔ ہم انشاء اللہ اس حوالے سے قرار داد متفقہ طور پر پاس کریں گے۔ آپ وزیر قانون کے ساتھ مشاورت سے اس قرار داد کو بنالیں اس کے بعد ہم اس کو ایوان میں پیش کریں گے اور معزز ممبران سے اس کی اجازت لیں گے۔

ملک سیف الملوک کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر!میں ایک بہت ہی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔کل میں نے ٹیلیویژن کے اُوپر پڑھا ہے۔آئی جی پنجاب نے ایک حکم نامہ جاری کیا ہے کہ معزز ممبران صوبائی اور قومی اسمبلی کے احترام اور پروٹوکول کا خیال رکھا جائے۔ان کو "جی، سر" کہہ کر بُلایا جائے۔ان کی کال سُنی جائے اور انہیں واپسی کال کی جائے۔میں اس پر اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر!آج تک پاکستان میں کسی ادارے نے ممبر کے پروٹوکول کا اتنا خیال نہیں رکھا۔پچھلے دور میں تقریباً114 تحاریک استحقاق پیش ہوئیں لیکن کسی ایک پر بھی کسی افسر کو سزا نہیں دی گئی اور صرف معافی تلافی ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔بڑی مہربانی۔.This is no point of order یہ کوئی مہربانی نہیں بلکہ آپ کا استحقاق ہے۔آپ بیٹھیں،تشریف رکھیں اور بحث شروع کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!آپ کی حکومت سادگی کا دعویٰ کر رہی ہے اور ٹریژری بنچوں کے ممبران آپ سے پروٹوکول مانگ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بیٹھ جائیں،بیٹھ جائیں۔محترمہ!بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھیں۔جی،حاجی وحید اصغر ڈوگر صاحب!

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔میں بھی اپنی طرف سے کچھ تجاویز آپ کی وساطت سے حکومت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ انرجی کا ہے۔اس کے لئے پچھلے سال 10۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے لیکن بد قسمتی ہے کہ revised budget میں وہ رقم کم ہو کر4۔ارب 43کروڑ روپے رہ گئی اور اُس پر بھی کام نہیں ہوا۔حکومت نے ہائیڈرو کے پانچ پراجیکٹس منتخب کئے تھے جن میں سے صرف دو پراجیکٹس پر کام ہوا ہے۔حکومت نے پچھلے سال کول کے دو پراجیکٹس منتخب کئے تھے جن کی feasibility report ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔اب اس حکومت نے اس مالی سال کے لئے 20۔ارب50کروڑ روپے کا بجٹ اس مقصد کے لئے رکھا ہے اُس میں بھی

3-ارب 50 کروڑ روپے کے ongoing projects ہیں اور کوئی 16-ارب روپے کا نیا بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اسمبلی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ جو رقم کسی خاص مد میں اور کسی ایسی مد میں جو کہ اس وقت پاکستان کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے ہماری ملیں بند پڑی ہیں، ہمارا روزگار بند پڑا ہے، ہمارے لوگ گرمی میں بلبلا رہے ہیں اور وہ جلوس نکالنے پر مجبور ہیں۔ ہمارے خادم اعلیٰ ہر سال بیس کیمپ لگاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ لگائیں گے تو ہم اُس energy crisis کے لئے کیا کر رہے ہیں، ہم اُس کی طرف کیا توجہ دے رہے ہیں؟ میں یہ 16-ارب 50 کروڑ روپیہ بھی کم سمجھتا ہوں۔ پچھلے سال یہ توجیہہ پیش کی گئی ہے کہ وفاقی حکومت ہمیں کام نہیں کرنے دیتی حالانکہ اُس وقت بھی منہ بولے چھوٹے بھائی اور بڑے بھائی کی وفاقی حکومت تھی اور اب ماشاء اللہ سگے بھائیوں کی حکومت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں اُمید رکھوں گا کہ اس سال یہ مسئلہ نہیں آئے گا اور ہم زیادہ ترجیح انرجی کو دیں گے۔ میں اس سلسلہ میں آپ کو مختلف تجاویز دوں گا۔ ہمارے وزیر خزانہ نے سستی گندم مہیا کرنے کے لئے 28-ارب روپیہ رکھا ہے میری تجویز یہ ہے کہ آپ کتنے لوگوں کو سستی گندم مہیا کریں گے؟ آپ نہیں کر سکتے۔ اس وقت گندم کی قیمت 1200 روپے فی من ہے اور کھلی منڈی میں گندم 1400 روپے فی من بِک رہی ہے تو آپ 1400 روپے میں کتنی کمی دیں گے؟ آپ اس کی بجائے 28-ارب روپیہ زمیندار کو پانی کی مد میں، بجلی کی مد میں اور کھاد کی مد میں سبسڈی دیں گے تو گندم زیادہ پیدا ہو گی اور اس کا ریٹ 1200 روپے سے اوپر نہیں جائے گا اور اس طرح سے اس کا فائدہ پورے پاکستان کو ہو گا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ تجویز کروں گا کہ یہ 28-ارب روپیہ زمیندار کو سبسڈی دینے کے لئے مقرر کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دانش سکولوں کے لئے 3-ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ میں نے مختلف تقاریر سُنی ہیں میں بہت خوش ہوا ہوں ان کے وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت اچھا vision ہے لیکن میرے اور میرے قائد کا ایک vision ہے کہ یکساں نظام تعلیم ہونا چاہئے۔ ہمیں منظور ہے دانش سکول ہی بنا دیں، ہر جگہ دانش سکول بنائیں اور دوسرا تعلیمی نظام ختم کر دیں۔ اگر آپ کو دانش سکول پسند ہے تو ہر غریب کے لئے بھی یہی دانش سکول پسند کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم دانش سکول میں چند سو لوگوں کے بچوں کو داخلہ دیں گے جبکہ آپ کو لاکھوں لوگوں نے mandate دیا ہے تو پھر میں یہ بات مان لوں کہ آپ چند سو لوگوں کے بچوں کو دانش سکول میں اس لئے داخلہ دینا چاہتے ہیں کہ جیسے مخدوم امین فہیم نے کہا ہے کہ

آپ کو ووٹ ہی چند سو لوگوں نے دیئے ہیں اور باقی ووٹ باہر کی ایجنسیوں نے ڈالے ہیں اسی لئے آپ سب کو یہ سہولت نہیں دے رہے۔ میرے پنجاب کے بچوں کو ایک نظام تعلیم دیں۔ آپ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہیں، اپنے ووٹر کے لئے پسند کرتے ہیں اور وہی چیز پورے پنجاب کے لئے پسند کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک اور بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پچھلے وزیر تعلیم نے ہمارے دیہاتوں میں پرائمری کے زنانہ اور مردانہ سکول یکجا کر دیئے تھے۔ اُن کو یہ معلوم نہیں کہ وہاں پر پرائمری میں چودہ چودہ سال کے بچے پڑھتے ہیں اور ہمارے دیہاتوں کے لوگ اپنی بچیوں کو وہاں نہیں بھیج سکتے۔ اس وقت کے وزیر تعلیم دیہاتوں کے ماحول کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں تو وہ دوبارہ سے یہ سکول الگ کر دیں۔ اس سے بچیوں کا بھی فائدہ ہو گا اور نظام تعلیم بھی بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا کہ سڑکات پر بہت پیسا لگایا گیا۔ میرے حلقہ میں سے ایک سڑک گزرتی ہے جس کو تر کھنی روڈ کہتے ہیں۔ یہ غازی آباد (ساہیوال) سے عارف والا جاتی ہے۔ اُس سڑک کا چار کلو میٹر حصہ پچھلے دس سال سے مرمت ہوا نہ وہ سڑک نئی بنائی گئی۔ اس چار کلو میٹر سڑک کے دونوں طرف کروڑوں روپے سے سڑک مکمل ہونے کے قریب ہے جبکہ سڑک کے اس حصہ پر کام نہیں ہو رہا تو اگر یہ سڑک بنا دی جائے تو اس سے بہاولنگر، عارف والا، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد جانے کے لئے لوگوں کا فاصلہ بہت کم ہو جائے گا تو میں گزارش کروں گا کہ اس پر توجہ دی جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ علامہ محمد غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریمo اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ

"انصاف اور حق رسانی کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت"

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ 14-2013 کے بجٹ پر کچھ عرض کرنے کی آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ پانچ منٹ کے وقت میں کماحقہ تبصرہ نہیں کیا جا سکتا لیکن پھر بھی میں یہ کہہ کر مختصر سا جائزہ بغیر کسی تبصرے کے پیش کرتا ہوں کہ:

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک ہی کافی ہیں گر اثر کریں

جناب سپیکر!14-2013 کا بجٹ اس عاجز کے خیال میں پچھلے دور میں جو حالات رہے ہیں اُس کے مطابق یہ بہت مناسب اور متوازن بجٹ ہے جس کا کل حجم 897.569۔ارب روپے ہے، جاری اخراجات کا کل تخمینہ 607.569۔ارب روپے ہے، ترقیاتی کاموں کے لئے 290۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کل بجٹ کا 32 فیصد حصہ بنتا ہے۔ پچھلے مالی سال سے یہ بجٹ 14 فیصد زیادہ ہے اور پچھلے ترقیاتی بجٹ سے 16 فیصد زیادہ رکھا گیا ہے یہ بھی مستحسن قدم ہے۔ میں وزیر خزانہ اور قائد عوام میاں محمد شہباز شریف اور اُن کی بجٹ تیار کرنے والی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں سادگی اور کفایت شعاری کو جاری رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال کے اخراجات کے مقابلے میں وزیر اعلیٰ کے دفتر کے اخراجات 30 فیصد کم رکھے ہیں۔ اس کی وزیر اعلیٰ صاحب کو داد دینی چاہئے، کوئی شخص بھی جس کے وسائل ہوں وہ اپنے اخراجات میں کمی نہیں کرتا۔ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے نہ صرف اپنے دفتر بلکہ ان کے ماتحت جتنے بھی محکمے ہیں ان کے اخراجات میں بھی پندرہ فیصد کمی کرنے کے لئے ایک کمیشن تشکیل دے دیا گیا ہے جو رائے دے گا کہ کہاں کہاں کمی کی جائے۔ یہ بھی بڑا احسن قدم ہے۔

جناب سپیکر!تعلیم کے معاملہ میں صوبہ اور اضلاع کے جاری اور ترقیاتی اخراجات ملا کر اس بجٹ میں 244۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ اس حکومت کی علم دوستی کا ثبوت ہے۔ میں اس پر وزیر خزانہ اور اپنے قائد کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح صحت کے لئے صوبہ اور اضلاع کے تمام جاری اور ترقیاتی اخراجات ملا کر اس بجٹ میں 102۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس طرح کل بجٹ کا 26 فیصد تعلیم پر خرچ کیا جارہا ہے اور 10.9 فیصد صحت پر خرچ کیا جارہا ہے جس پر میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!میں تعلیم کے حوالے سے اپنے علاقہ تحصیل شکر گڑھ جو دیہاتی علاقہ ہے کی بات کروں گا کہ وہاں کے لوگ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم بڑے شہروں میں دلانے کی سکت نہیں رکھتے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بوائز اور گرلز ڈگری کالجوں میں ایم اے کی کلاسوں کے اجراء کا حکم صادر فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ تحصیل کی سطح پر جتنے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال ہیں ان تمام کو upgrade کیا جائے۔ اس طرح وہ لوگ جو بڑے شہروں میں آکر اپنے مریضوں کا علاج نہیں کرا سکتے وہ اپنی تحصیل کے اندر علاج کرا سکیں۔

جناب سپیکر: حضرت! وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! پانچ منٹ بہت کم ہیں۔

جناب سپیکر: سب کے لئے پانچ منٹ ہیں، سب کو اپنا اپنا حق ملے گا۔ آپ کا بہت شکریہ، مہربانی۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے آج بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ یقیناً بجٹ حکومتی ترجیحات پر مبنی دستاویزات ہوتی ہیں جن سے حکومت کی ترجیحات واضح ہوتی ہیں۔ یہ بجٹ ماشاء اللہ اس حکومت کا پہلا بجٹ ہے، اس حکومت نے ایک بھاری mandate اور عوام کی توقعات کے ساتھ اس اسمبلی میں قدم رکھا ہے۔ اس پہلے بجٹ کو اِن کے منشور اور عوامی توقعات پر مبنی ہونا چاہئے تھا۔ وہ عوامی وعدے جو انہوں نے الیکشن میں کئے ان وعدوں کو اپنی ترجیحات میں شامل کرتے لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ تھوڑے سے عرصے میں ہی انہوں نے عوامی توقعات پر پانی پھیر دیا ہے۔ اس کا ردعمل عوام میں سامنے آرہا ہے جو قابل افسوس ہے۔

جناب سپیکر! آج اس صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ آج الیکشن ختم ہوتے ہی انہوں نے اپوزیشن کو انتقامی سیاست کی بھینٹ چڑھا دیا ہے ہر حلقہ میں پرچے پہ پرچہ دیا جا رہا ہے اور جعلی معاملات میں جعلی میڈیکل بنا کر پرچے دیئے جا رہے ہیں۔ ان کی مثالیں سامنے ہیں، میرے حلقہ میں چار تھانے ہیں ان میں اوسطاً بیس سے پچیس پرچے روزانہ ہو رہے ہیں وہاں ان کے ممبران بیٹھ کر معاملات کو خود دیکھتے ہیں۔ وہ جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا کر لوگوں کو انتقام اور سیاست کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔ ہمیں دُکھ اس بات کا ہے کہ ہم جیسے لوگ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اس سال جنوری میں انہی کی حکومت تھی کہ میرے لاہور کے گھر میں ڈاکا پڑا، مجھے پچھلے دنوں اطلاع دی گئی کہ ڈاکو پکڑ لئے گئے ہیں، میرے ایک مہینہ چکر لگانے اور نشاندہی کے باوجود برآمدگی کی گئی اور نہ کی جا رہی ہے وہ کہتے ہیں کہ بااثر لوگوں یا حکومتی لوگوں کے فون کرائے جائیں پھر برآمدگی ہوگی۔ یہ ایک حقیقت ہے اس پر میں نے تحریک استحقاق بھی جمع کرائی لیکن میری تحریک استحقاق کو اس قابل ہی نہیں سمجھا گیا کہ اسے اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ وہ تحریک استحقاق comments کے لئے لاء منسٹر

کے پاس بھیج دی گئی اور وہ ان کی ردی کی ٹوکری کا حصہ بن گئی۔ اگر ایک ممبر کے ساتھ ایسا سلوک ہو رہا ہے تو پھر یہ لوگ عام آدمی کے ساتھ کیا کریں گے، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ آج عوام نے غلطی سے ووٹ دے کر ان کو منتخب کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ان کو اس کا اندازہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ سیکٹر میں انہوں نے جو خاطر خواہ فنڈز رکھے ہیں وہ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے عام یونین کونسل کی سطح پر جا کر BHU کو بہتر کیا جا سکے۔ ہمیں دُکھ تو اس بات کا ہے کہ ان ہسپتالوں میں جہاں غریب نے جا کر اپنا علاج کرانا ہے وہاں ادویات ملتی ہیں اور نہ ہی ڈاکٹر وہاں پر حاضر ہوتے ہیں بلکہ ڈاکٹر اپنی تعیناتی کو عارضی طور پر شہری ہسپتالوں میں لے جاتے ہیں۔ میں یہاں یہ بات بھی کروں گا کہ ہماری بچیاں بہت لائق ہیں وہ میرٹ پر آ جاتی ہیں اس وجہ سے male ڈاکٹر کم ملتے ہیں اور اکثر بچیاں جن کی تعلیم پر کروڑوں روپیہ لگتا ہے وہ شادیوں کے بعد پریکٹس بھی نہیں کرتیں اور اپنے گھروں کو چلی جاتی ہیں یا ان کی family انہیں پریکٹس نہیں کرنے دیتی۔ سرکاری ہسپتالوں میں اس وجہ سے بھی کافی vacancies خالی ہیں۔ میری حکومت سے گزارش ہو گی کہ کوئی ایسی policy بنائیں کہ female پر پابندی لگائی جائے اور male ڈاکٹروں کی اسامیاں زیادہ پیدا کی جائیں تاکہ وہ دُور دراز علاقوں میں جا کر اس مسئلہ کو حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے ہیلتھ انشورنس کارڈ کے حوالے سے ناکام منصوبہ بنایا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس حکومت نے اپنے سابقہ دور حکومت میں اس طرح کے منصوبے بنائے تھے جو کہ بُری طرح ناکام ہوئے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ سستی روٹی، تنور، پیلی ٹیکسی اور گرین ٹریکٹر کے حوالے سے منصوبے بنائے گئے تھے یہ تمام وہ منصوبہ جات ہیں جو بُری طرح ناکام ہوئے اور اس حکومت نے اپنے پچھلے دور میں خود ہی ان منصوبوں کو ختم کیا۔ میری گزارش ہو گی کہ ایسے معاملات کو نہ دیکھا جائے بلکہ میری گزارش ہو گی کہ مہنگائی کے سیلاب سے نمٹنے کے لئے price control کے نظام کو بہتر کیا جائے اور consumer courts کو بااثر کیا جائے تاکہ لوگوں کو سستے اور ماڈل بازاروں سے سستی اشیاء مل سکیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ رانا منان خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ باؤ اختر صاحب!

باؤ اختر علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف جو عوامی تائید کے ساتھ تیسری بار وزیر اعظم پاکستان بنے اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، شہباز پاکستان جو تیسری دفعہ

ایک بھاری mandate کے ساتھ وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے ہیں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خادمِ پنجاب، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو 871۔ارب 95 کروڑ روپے کا ایک عوام دوست اور متوازی بجٹ پیش کرنے پر ایوان کی طرف سے دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے بھائی جو عوامی mandate کے ساتھ ایوان میں موجود ہیں، اپوزیشن لیڈر جو لاہور سے mandate لے کر یہاں ایوان میں تشریف فرما ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں اعداد و شمار اس طرح بیان کئے جو میرے خیال میں بجٹ کا حصہ نہیں ہو سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑ دیں اور اپنی بات کریں۔ منسٹر صاحب خود ہی wind up کرتے ہوئے بتا دیں گے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میٹرو بس کے حوالے سے میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ اس میں ایک فیصد لوگ سفر کرتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کی constituency بھی اسی میٹرو بس کے right side پر ہے،[*******] جو اس بات کی تائید ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جنہوں نے اپنے سابقہ پانچ سالہ دَور میں پنجاب کے لوگوں کی اتنی خدمت کی ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

باؤ اختر علی: وزیر اعلیٰ پنجاب نے اتنی خدمت کی ہے جس کے صلہ میں پنجاب کے رہنے والوں نے انہیں اتنے ووٹوں سے نوازا کہ آج یہ ایوان اکثریت کے ساتھ وزیر اعلیٰ کے کاموں کی تعریف کر رہا ہے۔۔۔

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Sir! Point of explanation.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب کھڑے ہیں انہیں ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: ان کو بات کر لینے دیں۔ بعد میں ٹائم دیتا ہوں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں ایجوکیشن سیکٹر پر بات کروں گا۔۔۔

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Sir! Point of explanation.

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 333 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! [********]

جناب سپیکر: دیکھیں، انہوں نے آپ کو interrupt کیا ہے اور میں آپ کو interruption کا وقت ضرور دوں گا لیکن اُن کو بات کر لینے دیں کیونکہ وہ Point of explanation پر آ گئے ہیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرا حق ہے کہ میں بجٹ پر بات کروں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا حق ہے اور میں نے آپ کو ہی floor دیا ہے۔ میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر اس طرح سے یہ بات کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان چیزوں کو mind کیوں کرتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میٹرو بس انہیں یا میاں محمد شہباز شریف کو مبارک ہو۔ اگر یہ اس طرح کی بات کریں گے تو پھر یہاں ہمیں کوئی نہیں روک سکے گا۔ ہمیں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نام لے کر بہت باتیں کرنی آتی ہیں اس لئے میں اِن سے عرض کروں گا کہ بجٹ پر بات کریں۔ میرا نام لے کر جھوٹی بات کرنا کہ "یہ میٹرو بس پر سفر کرتے رہے ہیں" یہ غلط بات کر رہے ہیں جس طرح سے انہوں نے بات کی ہے انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں نے ان کو ٹوک دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان کو چلایا جائے تو ان لوگوں کو اپنا طرزِ تخاطب بدلنا ہو گا کیونکہ ہم بھی سیاسی بات کر سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ Order in the House, order in the House باؤ اختر صاحب! آپ ڈیڑھ منٹ مزید بات کریں گے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ بجٹ کی تجاویز پر بات کریں کیونکہ کسی پر personal بات نہیں کرنی چاہئے۔ انہوں نے جو کہا اس کا جواب وزیر خزانہ دیں گے۔ باؤ اختر صاحب نے جو personal بات کی ہے وہ کارروائی کا حصہ نہیں بنے گی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میرے لئے اپوزیشن لیڈر محترم ہیں اور پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن میں یہ بھی کونسلر رہ چکے ہیں اور میں بھی رہ چکا ہوں۔

جناب سپیکر: چلو، اچھی بات ہے لیکن آپ اپنی بات کریں۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ ایوان کے آداب کیا ہوتے ہیں لیکن یہ آپ کو dictate نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے آپ dictate کرواسکتے ہیں اور نہ وہ کرواسکتے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا میں آپ کی dictation لیتا ہوں؟

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کرتا ہوں کہ آپ اس بجٹ کو ایجوکیشن سیکٹر میں دیکھیں جبکہ دانش سکولوں کے اوپر criticize کیا جا رہا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House. I say order in the House.

باؤاختر علی: جناب سپیکر! دانش سکولوں کے اوپر criticize کیا جا رہا ہے جبکہ دانش سکولوں کا اجراء ان غریب بچوں سے پوچھیں جو ایچی سن کالج کا خواب نہیں دے سکتے، جو کسی اعلیٰ سکول میں تعلیم حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے اور یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی کاوش ہے کہ انہوں نے غریب کے بچے کو دانش سکول جیسی تعلیم سے آراستہ کیا۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے طلباء کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے سولر پیکج اور لیپ ٹاپ دیا یہاں تک کہ missing facilities میں جو گرلز سکول چار دیواری سے محروم ہیں جن کے پاس فرنیچر نہیں ہے، بجلی نہیں ہے اور پینے کا صاف پانی نہیں ہے ان کے لئے بھی انہوں نے بجٹ میں خاطر خواہ رقم رکھی ہے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے سیکٹر کے حوالے سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ کسی ٹیچنگ ہسپتال، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال یا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کو لے لیں تو آج ایک روپے کی پرچی پر ایک مریض کو OPD, indoor میں مفت علاج ملنے کے ساتھ ساتھ مفت ادویات بھی ملتی ہیں۔ میرے لیڈر میاں محمد نواز شریف کے سر یہ بھی سہرا جاتا ہے کہ انہوں نے free dialysis کا پروگرام شروع کیا جس کا میاں محمد نواز شریف نے فروری 1999 میں اجراء کیا تھا نہ صرف dialysis بلکہ free

transplantation کا بھی اعلان کیا لیکن ڈکٹیٹر کے دَور میں اس کو سبوتاژ کیا گیا مگر 2008 کے بعد میرے لیڈر میاں محمد شہباز شریف نے اس کو دوبارہ شروع کیا۔ آج تحصیل کی سطح پر صرف مفت dialysis نہیں ہو رہا بلکہ ادویات بھی مفت مہیا کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: باؤ جی! بہت مہربانی۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! یہ ایک ٹیکس فری بجٹ ہے، غریبوں کو اس پر کوئی عار نہیں ہے اور یہ ایک ایسا متوازن بجٹ ہے جس پر میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب!

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم موقع پر بولنے کا موقع دیا۔ میں بجٹ کے اس اہم موقع پر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ تعلیم جس کے اوپر ہماری موجودہ حکومت کا focus ہے اس پر دانش سکول ہوں، اجالا سکیم ہو یا لیپ ٹاپ کی سکیمیں ہوں یہ اپنی جگہ بہت اچھے منصوبے ہوں گے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے 42 فیصد پرائمری سکولوں میں ابھی تک بجلی کا انتظام نہیں ہے جو بہت افسوس کا مقام ہے۔ حکومتِ وقت کو ان سکولوں میں فوری بجلی کا یا solar energy کا انتظام کرنا چاہئے جس کو ہم focus کر رہے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ان سکولوں میں فوراً solar energy سے بجلی کا بندوبست کیا جائے۔ اسی طرح ہمارے دیہی علاقوں سے خاص طور پر میرے ممبران اسمبلی جو یہاں تشریف رکھتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ دریائی علاقوں میں یہ المیہ ہے کہ حکومتِ وقت وہاں پر investment کرنے سے ہچکچاتی ہے اور ہمارے پورے دریائی علاقے میں کوئی بوائز ہائی سکول اور نہ ہی گرلز ہائی سکول ہے لہذا میری گزارش ہے کہ وہاں پر فوراً گرلز اور بوائز ہائی سکول کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس بجٹ میں یہ بات بھی دیکھنے میں آ رہی ہے کہ اربوں روپے میٹرو بسوں پر استعمال کر رہے ہیں لیکن ہمارے دیہی علاقوں کے تحصیل ہیڈ کوارٹر تمام بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جنوبی پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں اربن ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت Mega Projects شروع کئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری زراعت کا شعبہ اس وقت بدحالی کا شکار ہے۔ اس میں farm to market roads جو 1985 کا منصوبہ تھا تعمیر وطن پروگرام کے تحت اسے شروع کیا گیا تھا۔ اس وقت

عام طور پر ان سڑکوں کی چوڑائی صرف دس فٹ تھی۔ میری گزارش ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور یہ farm to market roads کم از کم 16 فٹ چوڑے ہونے چاہئیں۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی سٹینڈنگ کمیٹیاں اتنی بااختیار نہیں ہیں لہذا انہیں فوری طور پر قومی اسمبلی کی طرز پر بااختیار بنایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہاں پر صوبے کا بجٹ تو پاس کر دیا جاتا ہے لیکن فنڈز releases کے لئے صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ میری گزارش ہے کہ صوبائی اسمبلی میں ایسا نظام لایا جائے کہ کم از کم تین ماہ بعد یا چھ ماہ بعد ممبران اسمبلی کو آگاہ کیا جائے کہ فنڈز releases کا process کس طرح ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے اس صوبے میں کڈنی ڈائیلسز کے لئے حکومت پنجاب کا بہت اچھا اقدام ہے لیکن میری گزارش ہے کہ اس کے لئے مزید فنڈز بڑھائے جائیں اور ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر اس سہولت کو عام کیا جائے تاکہ کڈنی کے مریض اس سے استفادہ کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ کسی بھی کمیونٹی کو ٹارگٹ کرنے کی بجائے ہم اپنے ٹیکس کے نظام کو بہتر کریں۔ جب ہمیں N.F.C Award کے تحت 85 فیصد وفاق سے فنڈز آ رہے ہیں تو ہم 15 فیصد کے لئے اپنے عوام کو کیوں ٹارگٹ کرنا چاہ رہے ہیں؟ روزانہ کم قیمت پر انتقال اور رجسٹریاں ہو رہی ہیں اگر حکومت وقت اس پر قابو پائے تو حکومت کو اربوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے۔ جس طرح پچھلے دور میں یہاں گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگایا گیا تو اس کا کیا فائدہ ہوا؟ اگر ہم ٹیکس کی شرح کم رکھتے تو اس سے یہ فائدہ ہوتا کہ اس صوبے میں گاڑیاں زیادہ رجسٹرڈ ہوتیں لیکن یہاں ٹیکس زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ گاڑیاں اسلام آباد اور دوسرے صوبوں میں رجسٹرڈ ہوئیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، قیصر عباس مگسی صاحب! اپنی سیٹ پر جا کر بات کریں۔

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! شکریہ کہ مجھے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی راہنمائی میں ایک خوبصورت اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں خصوصی طور پر ہمارے جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقوں کو focus کیا گیا اور پچھلے پانچ سالوں میں بھی جنوبی پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف نے focus کیا اور جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی فنڈز دیئے، وہاں پر Mega Projects بنے اور اس دفعہ بھی ہمارے جنوبی پنجاب کو خصوصی

طور پر ترجیح دی گئی۔ ہمارے ضلع کا لیہ تونسہ پل کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا جس کا گزشتہ ہر حاکم وقت نے اپنے ہر دورے کے موقع پر وعدہ کیا لیکن اس سال کے بجٹ میں میاں محمد شہباز شریف نے مہربانی فرماتے ہوئے لیہ تونسہ پل کے لئے رقم مختص کی ہے جس کے لئے ہم خادم اعلیٰ پنجاب اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے بے حد مشکور ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے جنوبی پنجاب کے علاقوں میں خصوصی طور پر معیار تعلیم کو بہتر بنانے اور غریب لوگوں کے بچوں کو بہتر تعلیم دلانے کے لئے دانش سکول سسٹم کو متعارف کرایا گیا اور اس کا focus بھی جنوبی پنجاب کو رکھا گیا۔ اب تک جنوبی پنجاب میں متعدد سکول بن چکے ہیں اور اس سال کے بجٹ میں بھی چھ دانش سکول جنوبی پنجاب کے لئے رکھے گئے ہیں جس کے لئے ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے بے حد ممنون ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کے لئے بھی ہم خادم اعلیٰ پنجاب کے مشکور ہیں کہ اس رقم سے غریب لوگوں کے talented بچے جو کہ رقم نہ ہونے اور اخراجات برداشت نہ کرنے کے باعث تعلیم سے محروم ہو جاتے تھے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت پچھلے سال ہمارے وہاں پر ایک function ہوا جس میں بریفنگ کے دوران بتایا گیا کہ 40 ہزار طلباء و طالبات سرکاری خرچ پر تعلیم حاصل کر رہے تھے لہٰذا اس سسٹم کے تحت فنڈز دینے پر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے بے حد مشکور ہیں۔ اسی طرح ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں ریونیو کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے بھی رقم مختص کی گئی جس کے لئے ہم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور خادم اعلیٰ پنجاب کے انتہائی مشکور ہیں۔ قبل ازیں غریب لوگوں کے ساتھ فراڈ ہو جاتے تھے، بااثر لوگ پٹواری مافیا کے ساتھ مک مکا کر کے ریکارڈ غائب کرا دیتے تھے تو کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ہونے سے غریب لوگ اس لوٹ کھسوٹ سے بچ سکیں گے اور ریونیو بھی ہر آدمی کو قانون کے تحت جمع کرانا پڑے گا جس سے حکومت کے ریونیو میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اپنے علاقے کے حوالے سے ایک دو گزارشات آپ کے توسط سے کروں گا کہ ہمارے علاقہ میں چوک اعظم کی سیوریج سکیم منظور ہوئی تھی جس کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص نہ کی گئی ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اس سیوریج سکیم کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص فرمائی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے حلقہ میں ایک گرلز ڈگری کالج بن رہا ہے اس کے لئے بھی فنڈز جاری کئے جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب عبدالمجید خان نیازی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ No point of order. No point of order is allowed

Thank you. میاں ممتاز احمد مہاروی صاحب!

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے سالانہ بجٹ 14-2013 پر اپنے خیالات کے اظہار اور مثبت تجاویز دینے کا موقع فراہم کیا میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ حسب روایت ہم سب معزز ممبران کے سامنے ایک کتابچہ رکھ دیا گیا ہے اور یہ بجٹ بنانے والے جو ائر کنڈیشنڈ دفاتر میں بیٹھ کر بناتے ہیں انہیں پتا نہیں ہے کہ اس ملک اور صوبہ پنجاب میں رہنے والے مزدور، کسان اور متوسط طبقہ کس حال میں زندگی گزار رہا ہے؟ ان تمام باتوں کے باوجود وقت کی کمی اور Rules of Business کی مجبوری کی وجہ سے ان بھاری کتابوں کو پڑھنا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اس بجٹ کو 30- جون سے پہلے پہلے ہر صورت pass کرانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ حکومت اور اپوزیشن ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اگر اپوزیشن کی مثبت تجاویز اور مثبت تنقید کو اپنی تجاویز میں شامل نہ کیا جائے اور اس پر بلاوجہ تنقید کی جائے تو میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس گاڑی کا چلنا مشکل ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب جو اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس میں جنوبی پنجاب، سنٹرل پنجاب اور اپر پنجاب کے لئے مختلف رقوم رکھی گئی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے تاکہ کسی کو احساس محرومی نہ ہو۔ کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ صوبہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی کاشتکار سے منسلک ہے اور زراعت اس صوبہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ زراعت کے بغیر اس ملک اور صوبے کا چلنا ممکن نہیں ہے۔ کاشتکار ایک ایسا طبقہ ہے، میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں تشریف فرما 70,75 فیصد معزز ممبران اسمبلی کاشتکار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کاشتکار ہی اس وقت اس ملک اور اس صوبہ میں بہت بڑے بحران سے گزر رہا ہے۔ کاشتکار کو انرجی کے بحران، نہری پانی اور پینے کے صاف پانی کے مسائل کا سامنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کاشتکار کے لئے صحت اور تعلیم بھی انتہائی ضروری ہے۔ جس کاشتکار کا ٹیوب ویل اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے نہ چل رہا ہو، جو سارا سارا دن بیٹھ کر دیکھتا رہے کہ بجلی کس وقت آئے گی اور ساتھ ساتھ یہ ظلم بھی ہو رہا ہو کہ اس کو نہری پانی بھی نہ مل رہا ہو تو پھر اس کا

نظام زندگی کس طرح چلے گا، اس کی صحت کس طرح اچھی رہے گی، وہ اپنے خاندان کو کیسے سنبھالے گا اور وہ اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف کیسے توجہ دے گا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح اس ملک میں، اس صوبہ میں انرجی کا بحران چل رہا ہے یہ آٹھ، دس، پندرہ، بیس دن میں حل نہیں ہو سکتا لیکن کچھ ضلعوں میں ایسے مسائل ہیں جنہیں بڑی آسانی اور باہمی مشاورت سے حل کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگر اپوزیشن کی تجاویز کو مثبت انداز میں لیا جائے تو اس سے بہت سارے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ میں بہت اہم بات آپ کے توسط سے ایوان اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ جس کرسی پر آپ اس وقت تشریف فرما ہیں 1990 اور 1993 کے دور میں اسی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک طاقتور شخصیت نے ضلع بہاولنگر جو اس صوبہ کے چند پسماندہ ضلعوں میں سے ایک ہے کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی تھی۔ ہیڈ سلیمانکی جو ضلع بہاولنگر میں موجود ہے وہاں سے دو بڑی نہریں فورڈوا اور فتح نکلتی ہیں اس ضلع کا پانی کاٹ کر جس میں کافی حصہ بہاولپور کا بھی آتا ہے پاکپتن کینال اور کھادر کینال کو دے دیا گیا۔ یہاں پر ضلع بہاولنگر اور ضلع بہاولپور کے معزز ممبران تشریف رکھتے ہیں میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ ہمارے ضلع کے لئے مہربانی فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب علی اصغر منڈا! آپ نے صرف بجٹ پر ہی بات کرنی ہے اور اس کے علاوہ کسی کے متعلق کوئی comments نہیں دینے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ۔

لجپال جنہاں دا رکھوالا اے اونوں کون مٹاون والا اے

جناب سپیکر! آپ کی خصوصی ہدایت کے مطابق کہ آپ نے صرف بجٹ کو ہی focus کرنا ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حکم کے مطابق صرف اور صرف صوبہ پنجاب کے بجٹ 14-2013 کو ہی focus کروں گا۔ میں اس بجٹ بحث کے موقع پر سب سے پہلے صوبہ پنجاب کا متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پارٹی قائد وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جن کے vision کے مطابق پنجاب کی عوام کی فلاح و بہبود کو سامنے رکھتے ہوئے عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پورے ملک میں جس طرح توانائی کا بحران ہے تو ہمیں یہ بحران حل کرنے

کے لئے اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ جس طرح موجودہ بجٹ میں ایک خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے تو میری اس میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ توانائی کا بحران جو اس وقت پاکستان کی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے جس سے بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے، امن وامان کی صورتحال دن بدن خراب ہو رہی ہے اور کرائم کی ratio بھی بڑھ رہی ہے اس لئے ہمیں فوری طور پر توانائی کے بحران کو حل کرنا چاہئے۔ اس پر میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ سیکٹر کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی شامل کرنا چاہئے اور اس میں پرائیویٹ سیکٹر کو زیادہ سے زیادہ شامل کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہوئے facilitate کرنا چاہئے کیونکہ دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں جن میں برطانیہ جیسے ملک کی ایک بہت بڑی مثال ہے کہ وہاں پر توانائی پیدا کرنے کی تمام ذمہ داری اور اس کی generation کے ساتھ ساتھ distribution پرائیویٹ سیکٹر کے پاس ہے۔ ہمیں اس تمام سسٹم میں توانائی کی generation اور اس کی distribution میں پرائیوٹ سیکٹر کو شامل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے چاہئیں اور اس کو پوری طرح transparent کرنے اور زیادہ opportunity کے ساتھ اس سلسلے کو عام کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے۔ اس میں میری دوسری تجویز یہ ہے کہ توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لئے تمام صوبوں سے consensus کے ساتھ کالا باغ ڈیم کو بنانا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسرے صوبوں والے بھی ہمارے بھائی ہیں، ہمارے جسم کا حصہ ہیں اور پاکستان کا حصہ ہیں اس میں ان کے جو جائز مطالبات ہیں ان کو consider کرتے ہوئے ان کے ساتھ consensus develop کرنا چاہئے۔ کالا باغ ڈیم اس وقت ملک کی بہت اہم ضرورت ہے اس کو بننا چاہئے اور تمام صوبوں کو رضامند کرنے کے لئے ایک اعلیٰ کمیشن قائم کر کے اس پر فوری طور پر کام شروع کر دینا چاہئے۔ ہم وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں اور بڑے ادب کے ساتھ تجویز بھی پیش کرتے ہیں کہ اس پر کام کرنے کے لئے ایک خاطر خواہ فنڈز کا مختص کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔ دوسرے دو تین سیکٹر جو اس صوبہ کی ترقی اور بہتری کے لئے ضروری ہیں جس میں ایجوکیشن، ہیلتھ، لاء اینڈ آرڈر اور زراعت کو بھی ترقی دینے کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں میں اس پر حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں، رہی بات ان کے استعمال کی، ان کے استعمال میں جہاں جہاں پر کوئی کمی یا کوتاہی ہے اس کو دُور کرنے کے لئے ہمیں ایسی اصلاحات کرنی چاہئیں جن سے ڈویلپمنٹ سیکٹر،

ایجوکیشن سیکٹر، ہیلتھ سیکٹر، زراعت سیکٹر اور باقی دوسری ترقیاتی سکیموں میں بہتری آنی چاہیئے۔ ہم نے اس کے لئے جس طرح third party validation کی ایک provision رکھی ہوئی ہے اس کو زیادہ شفاف طریقے سے implement کرنا چاہیئے۔ ایک ہی گلی اور ایک ہی آبادی کی ایک ہی سکیم کو پانچ پانچ ایجنسیاں مکمل کر کے اس کی payment لیتی جائیں۔ پہلے PWD، پھر پبلک ہیلتھ، پھر ٹی ایم اے، پھر ضلع کونسل اور پھر ڈسٹرکٹ بلڈنگ والے آجائیں۔ ہمیں اس کو شفاف بنانے کے لئے بھرپور توجہ دینی چاہیئے تاکہ ترقیاتی سکیموں میں زیادہ بہتری لائی جا سکے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ شاباش، بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ اب نہیں ہو گی۔ بڑی مہربانی، پھر دیکھا جائے گا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب نہیں، .No, be wise

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی submission ضرور پیش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: ضرور، کیا آپ میری اجازت کے بغیر پیش کریں گے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔ اب جلدی جلدی بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سٹی شرقپور جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اس کے لئے ایک پبلک پارک کا قیام اور Sport Gymnasium کی تعمیر کا حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں۔ میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ لاہور شرقپور dual carriage road تعمیر کے بعد road accident زیادہ ہو رہے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ تحصیل شرقپور میں 1122 ایمرجنسی کی سہولت کا قیام ضروری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔ بڑی مہربانی، 1122 پھر بعد میں لے آئیں۔ ابھی نہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!صرف پانچ منٹ دے دیں۔میں صرف main hints بیان کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بھائی!میں نے آپ کو پانچ منٹ پہلے دیئے ہیں بلکہ ساڑھے چھ منٹ دیئے ہیں کیونکہ آپ کا ڈیڑھ منٹ پہلے ضائع ہو گیا تھا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!سٹی شرقپور شریف میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا قیام، تحصیل ہیڈکوارٹر شرقپور شریف کی سطح پر عدالتوں کا قیام، متروکہ اوقاف کی زمین پر ونڈالہ دیال شاہ ڈھاکہ نظام پورہ(فیروزوالہ)میں پبلک پارک اور کرکٹ گراؤنڈ کا قیام، شاہدرہ کینال کے کناروں کے دونوں جانب بقیہ کارپٹ روڈ، گرین بیلٹ کی تعمیر کے ساتھ روڈلائٹ کی فراہمی، لاہور شرقپور روڈ پر پٹرولنگ پوسٹ کا قیام، ونڈالہ دیال شاہ، ڈھاکہ نظام پورہ(فیروزوالہ)شاہدرہ کا ملحقہ اربن علاقہ ہے اس کے لئے پینے کے صاف پانی کی سہولت کے لئے مکمل واٹر سپلائی سسٹم کا قیام اور تعمیر اور سٹی شرقپور شریف میں بڑا اڈا لاریاں چوک کی توسیع کا منصوبہ موجودہ بجٹ میں شامل فرما کر ان بیان کردہ منصوبہ جات کی تکمیل کی جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، سردار محمد آصف نکئی صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب اعجاز خان صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جی، next ڈاکٹر محمد افضل صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل:جناب سپیکر!بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دینے کا شکریہ۔میرا تعلق جنوبی پنجاب بہاولپور سے ہے۔وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے کی خطیر رقم بجٹ میں رکھی ہے، بہت اچھی بات ہے مگر اس ضمن میں میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ میرے یہ points note فرمالیں کہ وہ اپنی wind up speech میں جنوبی پنجاب کے لئے گزشتہ پانچ سالوں میں رکھی جانے والی رقم، فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جاری ہونے والی رقم اور on ground خرچ ہونے والی رقم کی مکمل تفصیل ایوان کے سامنے پیش کریں۔

جناب سپیکر: دیکھ کر پڑھا نہیں جاتا، آپ hints لے سکتے ہیں، تھوڑا سا اس بات کا ذرا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر!پتا چلے کہ جنوبی پنجاب کو کتنی رقم ملی ہے اور اس میں سے خرچ کتنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اچھا۔

ڈاکٹر محمد افضل: اب 93۔ارب روپے تو کہہ دیا ہے لیکن اس میں خرچ 5۔ارب روپے ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! ہمیں یہ بتایا جائے، چلیں ایک سال یعنی پچھلے سال کا بتا دیا جائے کہ جنوبی پنجاب کے لئے کتنی رقم مختص کی تھی، اس میں سے خرچ کتنی ہوئی ہے اور کتنے منصوبے مکمل ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ تو آپ کے supplementary questions ہوں گے، یہ تو questions کی بات آ گئی۔ جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! وزیر خزانہ تو سن ہی نہیں رہے، وہ اپنی گپ شپ میں مصروف ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ بیٹھے ہیں۔ وزیر خزانہ! ذرا غور سے سنیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں چودھری پرویز الٰہی کے دور حکومت میں cardiac اور kidney centre بنائے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ویسے دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! جی۔۔۔

جناب سپیکر: تقریر لکھ کر جو آپ لائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! points لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، points بولیں لیکن آپ نے تو دیکھ کر پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! points ہی بول رہا ہوں۔ چودھری پرویز الٰہی کے پچھلے دور حکومت میں دو یونٹس cardiac اور kidney centre وہاں پر بنے تھے جن کا سامان و مشینری 2007 سے آئی پڑی ہے جو کہ اب تک install نہیں ہوئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ مشینری install کی جائے تاکہ دونوں یونٹس چالو ہو سکیں اور بہاولپور کے لوگ جن کو ملتان آنا پڑتا ہے، ملتان میں بھی cardiac centre کا تحفہ چودھری پرویز الٰہی کا ہی دیا ہوا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہمارے دونوں یونٹس چالو کئے جائیں اور عوام کو پریشانی سے بچایا جا سکے۔

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ: جناب سپیکر! یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! ان کو تو چپ کرائیں۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

ڈاکٹر محمد افضل: اس کے ساتھ ساتھ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں گائنی کمپلیکس اور نیورو یونٹس کے دو منصوبے منظور ہوئے تھے وہ ختم کر دیئے گئے میری گزارش ہے کہ ان دونوں منصوبوں کو دوبارہ چالو کیا جائے تاکہ جنوبی پنجاب اور خاص طور پر بہاولپور کی محرومیاں ختم ہو سکیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، Next point

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ بہاولپور سپیشل چولستان تحصیل یزمان کا جو علاقہ ہے۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order in the House.

ڈاکٹر محمد افضل: وہاں پر ہمارا جو سب سے burning issue ہے وہ پانی کا ہے نیچے کا پانی کڑوا ہے، وہاں پر جو بائیو گیس اور سولر انرجی پراجیکٹ بنائے جا رہے ہیں ان سے ٹیوب ویل نہیں چل سکتے کیونکہ پانی کڑوا ہے تو گزارش یہ ہے کہ وہاں نہری پانی کا بندوبست کیا جائے تاکہ جو بنجر زمینیں ہیں وہ قابل کاشت ہو سکیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ چولستان میں اڑھائی سو کلو میٹر واٹر سپلائی لائنیں 06-2005 میں بنی تھیں جو کہ پانچ چھ سال چلتی رہی ہیں اب 2010 سے بند پڑی ہیں، گزارش یہ ہے کہ ان واٹر سپلائی لائنوں کو دوبارہ چالو کیا جائے ان کی تھوڑی بہت مرمت ہونی ہے، اس پر کوئی اتنا بڑا خرچہ نہیں ہوتا تاکہ جو چولستان اور دور دراز کے لوگ ہیں ان کو پینے کا پانی میسر آ سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اہم مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے۔ الیکشن کے دِنوں میں ہمارے سابقہ وزیراعظم صاحب کا بیٹا اغواء ہوا جس کا ابھی تک کوئی پتا نہیں چل سکا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے علاقہ بہاولپور میں خاص طور پر مویشی چوری کی وارداتیں بہت بڑھ رہی ہیں، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت خراب ہے۔ گزارش یہی ہے کہ اس لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کیا جائے تاکہ لوگوں کی زندگیاں محفوظ ہو سکیں اور وہ بہتر زندگی گزار سکیں۔ جنوبی پنجاب جو کہ ایک پسماندہ علاقہ ہے وہاں بے روزگاری کا گراف اپر پنجاب کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جن پینتیس محکموں میں بھرتی پر پابندی لگائی گئی ہے اس کو ختم کیا جائے اور خاص طور پر جنوبی پنجاب میں جو خالی اسامیاں ہیں ان کو پُر کیا

جائے۔ آخر میں، میری گزارش یہ ہے کہ اسی حکومت کے پچھلے دور میں اس ایوان میں جنوبی پنجاب اور بہاولپور کو الگ صوبہ بنانے کی متفقہ قرارداد پاس کی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ اب ٹائم ختم ہوا۔

ڈاکٹر محمد افضل: اس حکومت کو اب کسی بھی قسم کی آئینی رکاوٹ نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد پر عملدرآمد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی۔ جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا۔ جب جمہوری حکومتیں قائم ہوتی ہیں اور وہ لیڈر جب برسر اقتدار آتے ہیں جن کو عوام کے دُکھ کا، عوام کے مسائل کا، عوام کی پریشانی کا پتا ہوتا ہے تو پھر جیسے پنجاب میں بجٹ آیا جس میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے، عوام کی پریشانی کم کرنے کے لئے، عوام کو صحت کی بہتر سہولیات پیش کرنے کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اسی طرح سے ہمارے پنجاب میں وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہمارے پنجاب کے عوام کے مسائل میں یقیناً بہت کمی ہو گی۔ چونکہ وقت کم ہے میں کوشش کروں گی کہ مختصر بات کروں اگر آپ صحت کے حوالے سے بات کریں تو ہمارے صوبہ میں اس حکومت نے پہلے بھی بہت کام کئے ہیں جیسا کہ ہسپتالوں کے لئے مفت ادویات، بہتر طبی سہولیات لیکن اب ہمارے صوبہ میں ایسے مسائل پیدا ہو چکے ہیں کہ ہمیں خسرہ اور گیسٹرو جیسی epidemic وباؤں کا سامنا ہے۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب کو salute پیش کروں گی کہ انہوں نے جس طرح ڈینگی کی وباء پر قابو پایا وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد ان کی اور ان کی ٹیم کی روزمرہ بلکہ 48 گھنٹے کی محنت تھی جس کی وجہ سے قابو پایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر میں تعلیم کے شعبہ پر نظر دوڑاؤں تو مجھے صوبہ پنجاب میں متوازی نظام تعلیم نظر آتا ہے۔ میں خود ایک ماں ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ وہ تمام بچے جو پنجاب میں بستے ہیں ان پر یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ ایک بچہ Aitchisionan ہے اور ایک بچہ ٹاٹ کے سکول میں نیچ یا پھٹی پر بیٹھ کر پڑھتا ہے اس کی ذہنیت، اس کی قابلیت، اس کی کاوش کسی طرح سے ایچی سن یا گرائمر سکول میں پڑھنے والے بچے سے کم نہیں ہوتی۔ اس فرق کو میں نہیں بلکہ ہر محبِ وطن اور ہمدرد انسان جس کے اندر دِل ہے وہ سوچتا تھا کہ اگر یہ بچے ٹاٹ کے سکول میں topper ہیں تو وہ بچے جو ایچی سن یا گرائمر سکول میں پڑھ رہے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے نصیب زیادہ لکھے تھے، کیا ان کو موقع نہیں مل سکتا تھا کہ یہ اعلیٰ سکولوں میں تعلیم

حاصل کریں؟دانش سکول انہی سوالوں کا منہ بولتا جواب ہے اور دانش سکولوں نے اس کمی کو پورا کیا ہے۔ اگر میں زراعت کی طرف نظر دوڑاتی ہوں تو زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ابھی ہمارے بھائی یہاں پر بات کر رہے تھے میں بالکل اُن کے ساتھ متفق ہوں کہ زراعت کے شعبہ میں اتنے مسائل ہیں جن کو حل کرنے کے لئے ہمیں دِن رات محنت کرنی ہو گی۔ ہمیں اپوزیشن کی تجاویز بھی لینی ہوں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں اس کسان سے بھی تجاویز لینی ہوں گی،اگر وزیر خزانہ توجہ فرمائیں تو مجھے خوشی ہو گی کہ آپ میری تجاویز noteفرما رہے ہیں۔ میں سپیکر صاحب کے توسط سے درخواست کروں گی کہ وزیر خزانہ میری بات پر توجہ فرمائیں کیونکہ اس generalبات کے بعد میں ایک بہت ضروری بات کی طرف آؤں گی اور میرے خیال میں آپ بھی اس سے متفق ہوں گے۔ میں زراعت کے حوالے سے درخواست کروں گی، جس طرح سولر ٹیوب ویل کاانعقاد وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ نے بجٹ میں رکھا ہے یقیناًاس سے بہتری آئے گی۔ میرے ساتھ بہت سارے کاشتکار متفق ہوں گے کہ سولر ٹیوب ویل آنے کے بعد ہماری زراعت میں انشاء اللہ تعالیٰ انقلابی ترقی ہو گی۔ میرا تعلق دیہات کے ساتھ ہے، زراعت کے ساتھ ہے، جب نہری پانی نہ ہو، جب آپ کو بجلی مہنگی مل رہی ہو، لوڈشیڈنگ کا طویل دورانیہ ہو اور مونجی کی فصل آپ کے سر پر ہو تو ہر کاشت کار یہ سوچتا ہے کہ اس سال میرا بڑانقصان ہو گا تو در حقیقت ہماری معیشت کا نقصان ہوتا ہے۔میں گزارش کروں گی کہ Irrigation channels کو پکا کیا جائے،راستے میں بڑے زمینداروں کی طرف سے جو رکاوٹیں آتی ہیں، جو پانی کو کاٹ لیتی ہیں اور اس کے بعد وہ تھانہ، کچہری کی بھی پروانہیں کرتے۔اس پر بھی ہماری ایڈمنسٹریشن کو بڑی سختی کے ساتھ عملدرآمد کروانے کی ضرورت ہے۔ابھی گھنٹی بج جائے گی۔ میں خاتون ہوں اور آخری بات خواتین کے حوالے سے کرنا چاہوں گی، میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گی کہ جو پچاس کروڑ روپیہ آپ نے دیہی خواتین کے لئے لائیو سٹاک کی مد میں رکھا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔دیہاتی خواتین کے لئے ہمیں بجٹ میں زیادہ حصہ مختص کرنا چاہئے۔دیکھیں آپا ہماری خواتین کی سینئر منسٹر یہاں پر بیٹھی ہیں میں آپ کے توسط سے ان سے درخواست کروں گی کہ خواتین کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایوان میں ایک خواتین کی کمیٹی بنائیں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کی بات سُنی گئی ہے۔بہت مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ Block Allocation کے فنڈز کو تقسیم کرتے ہوئے خواتین کے Heads بنائیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب آف ٹی ٹی سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ کہ آپ نے اظہار کے لئے مجھے موقع عطا فرمایا، میں بے حد مشکور ہوں۔ سب سے پہلے تو میں، میرے دوست، ہمارے پاکستانی شہری، اقلیتی سردار رمیش سنگھ اروڑا کا سواگت کرنا چاہتا ہوں۔ اسی انداز سے جس طرح سے انہوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہاں بیٹھ کر کسی اقلیت کی بات نہ کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بُری بات نہیں کر رہا، میں ستائش کر رہا ہوں، انہوں نے اپنی تقریر سے پہلے سورۃ اخلاص کی تلاوت کی سعادت حاصل کی اور یہ بڑی بات ہے میں اسی سے متاثر ہو کر سردار جی کا سواگت کرتا ہوں۔ سردار رمیش سنگھ اروڑا جی! ست سری اکال واگرو جی جے، واگرو جی فتح۔

جناب سپیکر! جہاں تک ہمارے بجٹ کا سوال ہے تو یہ بہت مشکل وقت، مشکل حالات اور محدود وسائل میں تیار کیا گیا ہے اس سے بہتر بجٹ تیار ہو ہی نہیں سکتا تھا اس لئے اگر ہم خواب دیکھنا چھوڑ دیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر ہم اس سے مثالی بجٹ لانا چاہتے تو پھر مزید ٹیکس لگاتے، نوٹ زیادہ چھاپتے، قرضے اور زیادہ لیتے۔ موجودہ حالات کے مطابق یہ ایک اچھی کوشش ہے بلکہ بہت اچھی کوشش ہے جس پر میں اپنے وزیر اعلیٰ کے vision کی ستائش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ، ان کی ٹیم کی محنت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، انہیں شاباش دیتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ صوبائی بجٹ میں جو اہداف مقرر کئے گئے ہیں میں ان سے ہٹ کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات تو درست ہے کہ موجودہ حالات میں، زمینی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں ہو سکتا تھا بلکہ کسی صورت میں بھی پیش نہیں ہو سکتا تھا۔ اس بجٹ میں جن دو باتوں پر بات نہیں ہوئی میں ان پر بات کرنا چاہوں گا، ایک بات پانی اور دوسری مہنگائی سے متعلق ہے جس پر اس سارے بجٹ میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں آپ مجھے اجازت دیجئے کہ ایک اخبار کے تجزیہ کی رپورٹ میں پڑھ کر اس معزز ایوان میں پیش کر سکوں جو کہ taxation کے حوالے سے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان میں اگر کوئی طبقہ پوری ایمانداری سے ٹیکس ادا کرتا ہے تو یہ تنخواہ دار طبقہ اور بالخصوص پرائیویٹ نوکریاں کرنے والے لوگ ہیں۔ ان بے چاروں کو تنخواہ بعد میں ملتی ہے اور ٹیکس پہلے کاٹ لیا جاتا ہے۔

اب اپنے پارلیمنٹیرین کی طرف آجائیں، 13-2012 کے اعداد و شمار کے مطابق پارلیمنٹ کے 305 ممبران کے پاس نیشنل ٹیکس نمبر ہی نہیں تھا اور 69 فیصد ممبران اسمبلی نے ٹیکس جمع نہیں کروایا۔ 12-2011 میں صدر آصف علی زرداری سمیت 34 وزراء نے tax return ہی جمع نہیں کروائی جس میں وزیر داخلہ رحمٰن ملک بھی شامل تھے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر قومی اسمبلی کریم احمد خواجہ نے 3 ہزار 3 سو 36 روپے، حاجی سیف اللہ خان بنگش نے 4 ہزار 36 روپے، بی این پی کی محترمہ نسیمہ احسان نے 4 ہزار 2 سو 80 روپے اور سینیٹر مشاہد حسین سید نے صرف 82 روپے ٹیکس جمع کروایا تھا۔ اب رہا کاروباری حلقہ وہ تو آپ سب جانتے ہیں کہ مک مکا ہے اور سب سے بڑا ٹیکس دینے والا طبقہ بھی یہی کاروباری طبقہ ہے۔ [*****] جو ملک کی نوے، پچانوے فیصد آبادی کو کھا رہی ہے اور اس کا خون چوس رہی ہے۔ مک مکا کا ٹیکس ہے، مرضی کی قیمتیں مقرر کرتے ہیں، مہنگائی کمر توڑ ہے اور اس پر کسی حکومت نے بھی آج تک نتھ نہیں ڈالی۔ مہنگائی مافیا کو آج تک کسی نے نتھ نہیں ڈالی ہے اور کسی ٹیکس میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اب رہی پانی کی بات میرے حلقہ پی پی۔90 میں ایک حصہ ایسا ہے جو [*****] رقبے میں لمبا چوڑا ہے، آبادی کم ہے اور وہاں پر پسماندگی بے پناہ ہے۔ اڑھائی یونین کونسلیں ہیں اور فی یونین کونسل کے حساب سے ان کی صدیوں ترقی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس پر ان کے ساتھ ظلم یہ ہے کہ 1964 میں۔۔۔

جناب سپیکر: بلوچستان سے متعلق جو بات ہوئی ہے اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ آپ اپنے گاؤں کا نام لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے اس کی تشبیہہ دی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: ٹھیک ہے۔ وہ اتنا پسماندہ ہے اور اس پر مزید ظلم اور زیادتی یہ ہے کہ سندھ طاس معاہدہ کے تحت 1964 میں ایک نہر وہاں سے نکالی گئی جس کا نام تریموں سدھنائی لنک کینال ہے، یہ قاتل نہر ہے جو تین اضلاع جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، خانیوال کی تحصیلوں، شورکوٹ، پیر محل، کمالیہ، کبیر والا کے دو سو سے زائد دیہاتوں اور ایک لاکھ ایکڑ سے زائد رقبہ کو متاثر کرتی ہے۔ اس نہر کی seepage نے سارے علاقے کو برباد کر رکھا ہے، اس کی بربادی کی وجہ سے دو دو مربعوں کے مالک دہاڑیوں اور daily

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

wages پر کام کرنے پر مجبور ہیں۔ جب میں نے اپنی تقریروں میں اس مسئلہ پر وزیر اعلیٰ کی توجہ مبذول کروائی۔۔۔

(اذانِ ظہر)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ نے بات سنی ہو گی کہ میرے بھائی نے کاروباری طبقے کے متعلق کہا ہے[*****] آپ نے بھی وہ بات برداشت کی ہے۔

جناب سپیکر: جو ایسی بات آئی ہے اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ کی مہربانی ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ اس ایوان میں ایسے ایسے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ جن کی طرف سے individual tax ایک ایک کروڑ روپے دیا جا رہا ہے۔ میں کمپنی اور withholding tax کی بات نہیں کر رہا۔ کاروباری طبقے کے بارے میں اگر ایسی بات کی جائے گی تو پھر اسی کاروباری طبقے نے اس حکومت کو ایک trillion loan بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا جائے گا۔ بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: میں ایوان سے اجازت لے کر آپ کو ایک منٹ دے سکتا ہوں، اس کے علاوہ نہیں۔ میں ایوان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک منٹ دے دوں؟

معزز ممبران: دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو ایک منٹ کی اجازت دے دی گئی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانچ منٹ کا سوال ہے بابا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد رفیق: ہے کوئی سخیا، جو پانچ منٹ عنایت کرے؟

جناب سپیکر: نہیں دے گا کوئی بھی۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! کوئی سخیا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں بات مکمل کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو قاتل نہر ہے اس کو پختہ کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ نے directive بھی جاری کیا۔ اس پر سیکرٹری آبپاشی نے ایک سمری تیار کی اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، چیف سیکرٹری نے اس کی منظوری دے دی لیکن Secretary Implementation نے اس کو reject کر دیا۔ اس پر احتجاج ہوا، اب لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ اس کی seepage کو کیسے ختم کیا جائے۔ اس نہر نے تین تحصیلوں کے دو سو سے زیادہ دیہاتوں کو اور ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ کے رقبے کو دلدل بنا دیا ہے۔ اب یہ لوگ جو وہاں کے رہنے والے ہیں خودکشیوں پر تیار ہیں، وہ تریموں ہیڈ میں چھلانگیں لگا کر خودکشی کر لیں گے۔ میں آج اس ایوان کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ اس کی capacity سے زیادہ یہاں پر پانی چلایا گیا جس کی وجہ سے وہاں پر seepage پیدا ہو گئی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس پانی کو سات یا آٹھ ہزار کیوسک تک رکھا جائے تو بہتر ہے۔ میں نے اس سلسلے میں ایک بیوروکریٹ سے بات کی تو اس نے کہا کہ ہم نے اس کی lining وزیر اعلیٰ کے حکم سے اس لئے ختم کی کیونکہ ہم اس کو sweet zone بنانا چاہتے ہیں۔ Look at the vision of bureaucrat وہ ظالم کس قدر ظلم کر رہا ہے کہ یہ لوگ زندہ مر رہے ہیں لیکن سیم اور دلدل کو ختم نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے لوگ خودکشیوں پر مجبور ہو گئے ہیں۔ میں آج اس floor پر کھڑے ہو کر محکمہ آبپاشی کے regulation کو چیلنج کرتا ہوں کہ 48 گھنٹے میں 14 ہزار کیوسک سے کم کر کے اس کا پانی 8 ہزار کیوسک تک چلایا جائے۔ اگر 8 ہزار کیوسک نہ چلایا تو 48 گھنٹے کے بعد میں اسمبلی کی سیڑھیوں پر باہر بیٹھ کر بھوک ہڑتالی کیمپ لگاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا کام نہ کرنا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! ان لوگوں کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیا جا رہا ہے، محکمہ آبپاشی اتنا بڑا ظلم کر رہا ہے جس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں سدھنائی ہیڈ سے، سدھنائی میلسی لنک کینال نکالی گئی اور وہ زیر زمین نکالی گئی جس کا کوئی نقصان بھی نہیں تھا اس کی پختہ لائننگ بھی کر دی گئی تھی جبکہ یہ نہر تریموں سے سدھنائی تک زمین کے اوپر مٹی کے پشتے بنا کر بنائی گئی اور اس کی پختہ لائننگ بھی نہیں کی گئی۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ سراسر زیادتی اور ظلم ہے، جب تک یہ ظلم ختم نہیں ہوتا یہ لوگ احتجاج کریں گے اور خودکشیاں بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ 14-2013 جس کا مجموعی حجم 897۔ ارب 56 کروڑ روپے ہے لیکن بد قسمتی سے صوبہ پنجاب 445۔ ارب روپے کا مقروض ہے۔ مجھے آج اس بجٹ پر بات کرنے کا موقع ملا ہے آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ بجٹ کے اندر جو allocations ہوئی ہیں ان کے حوالے سے میری کچھ تجاویز ہیں اگر وہ ان کو مناسب سمجھیں تو ان کو ضرور consider کریں۔ میری کوشش ہے کہ ان کے سامنے بہتر تجاویز لائی جا سکیں۔ میں سب سے پہلے استدعا کروں گی کہ ہمارے تمام مسائل کا حل نکل سکتا ہے اور ہمارا صوبہ پنجاب ایک اچھا اور مثالی صوبہ بن سکتا ہے اگر نیشنل فنانس کمیشن کی طرز پر پراونشل فنانس کمیشن بنا دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ہر شہر کے ممبران جو یہاں پر موجود ہیں، جو یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہمارے شہر کے اندر ترقیاتی کام نہیں ہوتے، ہمارے شہروں کو وہ حق نہیں ملتا جو انہیں ملنا چاہئے تو میرا خیال ہے کہ پراونشل فنانس کمیشن اس مسئلے کا بہت بڑا حل نکالے گا اور ہر علاقے کو ایک خاص فنڈ allocate ہو جائے گا اور وہاں پر صحیح ڈویلپمنٹ ہو سکے گی۔

جناب سپیکر! میں دوسری یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ہمارے پچھلے tenure میں پنجاب اسمبلی کے floor پر متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی گئی تھی جس کا تعلق جنوبی پنجاب سے تھا۔ جنوبی پنجاب کے عوام کا ایک بہت بڑا issue ہے اور یہ ان کا مطالبہ ہے، اس بجٹ میں بے شک جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے کچھ شہروں کو funds allocate کئے گئے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ موجودہ حکومت جس کے منشور کا حصہ بھی ہے جنوبی پنجاب کا نعرہ وہ بھی اس پر عملدرآمد کرے، وفاق اور پنجاب مل کر جنوبی پنجاب کو صوبہ بنا کر وہاں کے لوگوں کی آواز سنیں۔

جناب سپیکر! عوامی حکومت ہونے کا دعویٰ اور عوامی حکومت ہونے کا ثبوت دو مشکل اور مختلف اقدامات ہیں جب آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ آج اس وقت جو حکومت اقتدار میں بیٹھی ہے چاہے وہ وفاق میں ہے یا پنجاب میں وہ عوامی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ سب سے پہلے وہ لوگ جن کی کوشش اور جن کی محنت ہمارے ہر محکمے میں شامل ہے یعنی وہ طبقہ جو تنخواہ دار طبقہ کہلاتا ہے آپ کو اپنے منشور کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بجٹ کے اندر ان کی تنخواہوں میں ایک خاطر خواہ اضافہ کرنا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ آپ نے وہ اضافہ بجٹ میں تو نہ کیا لیکن جب آپ پر عوامی پریشر آیا اور عوام کا احتجاج سامنے آیا تو آپ نے اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے کے لئے تنخواہوں میں دس فیصد اضافہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ میں یہاں پر یہ بات ضرور mention کرنا چاہوں گی کہ پچھلے دور میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت رہی، ہم نے انتہائی مشکل حالات کے اندر ریکارڈ پانچ بجٹ پیش کئے اور ہم عوامی فلاح کے جو بھی اقدامات کر سکتے تھے وہ زیادہ سے زیادہ کئے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ پانچ سال کے اندر تنخواہ دار طبقے کی تنخواہوں میں 185 فیصد اضافہ کیا گیا اگر اس کی average نکالیں تو تنخواہ میں 35 فیصد سالانہ اضافہ کیا گیا۔ پھر پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت نے پنشن میں 75 فیصد اضافہ کیا جو میں سمجھتی ہوں کہ ایک بیوہ یا ایک ریٹائرڈ ملازم جس کی آمدنی کا کوئی source نہیں ہے جس کا کوئی کمانے والا نہیں ہے یہ اس کے لئے ایک بہت بڑا سہارا تھا اور تمام صوبوں کے اندر اس پر عملدرآمد ہوا لیکن پتا نہیں کیا وجہ تھی کہ وفاقی حکومت کے ساتھ ذاتی تنازع بنا کر پنجاب میں اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ میں آپ سے استدعا کروں گی کہ فوری طور پر پنشنرز کے جو سابقہ dues ہیں جو آپ نے انہیں پانچ سال نہیں دیئے وہ بحال کریں اور اس فیصلے پر عملدرآمد کرا کر انہیں relief دیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن پر بہت بات ہوتی ہے، یہاں ہماری موجودہ حکومت نے دانش سکول سسٹم کی جو بات کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ سکول ضرور بنائے جائیں لیکن کسی ایک سکول کو target کر کے یہ نہ کہا جائے کہ اس کے برابر اس کے level کا، میری گزارش ہو گی کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔ پنجاب حکومت سے میری گزارش ہے کہ فوری طور پر وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ وفاقی حکومت نے جو سٹوڈنٹس پر ٹیکس لگایا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اسے ختم کیا جائے۔ میری جناب کے توسط سے حکومت سے یہ بھی گزارش ہے

کہ پنجاب کے تمام سرکاری سکولوں کو دانش سکول جیسا equal ماحول اور facilities دیں چونکہ ہر بچہ جو اس پنجاب کا رہائشی ہے یہ اس کا right ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ بجٹ پر تقریریں ہو رہی ہیں اور آپ پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں۔ ادھر سے بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے، اب کیا کریں؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! محترمہ نے فرمایا ہے کہ احتجاج کے بعد تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں، وہ خود جواب دیں گے۔ آپ اس کو نہ چھیڑیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس بات پر بہت خوشی ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اذان یہاں ایوان میں سنائی دیتی ہے۔ یہاں پر ہمارے جو غیر مسلم ممبران ہیں ان کے علاوہ جتنے بھی مرد و خواتین ممبران ہیں، گیلری کے دونوں اطراف مہمان، افسران اور اسمبلی کے سارے اہلکار ہیں ان سب پر نماز فرض ہے۔ آپ ایوان میں ہمارے سربراہ ہیں میں یہ التماس کروں گا کہ آپ کی اقتدا میں نماز ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں کوئی رکاوٹ بن رہا ہوں؟ آپ جا کر نماز پڑھیں۔ میں آپ کو روک رہا ہوں؟ بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میری استدعا ہے کہ آدھ گھنٹہ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جائے اور اگر آپ سنت رسولؐ بھی رکھ لیں تو بہت بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، حضرت! بہت شکریہ۔ محترمہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!۔۔ تشریف فرما ہیں؟ sorry ایک صاحب رہ گئے ہیں I am sorry for that اس کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، ملک محمد وارث کلو صاحب! اب آپ کا تیسرا نمبر لگ گیا ہے۔ غلطی ہو گئی ہے، میں معذرت خواہ ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ حالیہ بجٹ جو کہ 897.5۔ارب روپے سے زیادہ ہے یہ تھوڑے سے وقت میں بنایا گیا اور اس میں ترقیاتی بجٹ 290۔ارب روپے رکھا گیا جو کہ پچھلے بجٹ سے 16 فیصد زیادہ ہے۔ اس بجٹ کو پوری طرح پڑھ کر دو چیزیں سامنے آتی ہیں کہ ایک تو بجٹ میں نئی taxation سے avoid کیا گیا ہے، غریبوں پر burden نہیں ڈالا گیا، وسائل کو غریبوں کی طرف channelize کیا گیا ہے اور امرا طبقے پر تھوڑا سا زیادہ burden ڈالا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس کی شروعات وزیر اعلیٰ صاحب نے خود اپنے دفتر سے کی ہیں، austerity drive کے طور پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے دفتر میں 30 فیصد اخراجات کم کرنے کا فرمایا ہے۔ اسی طرح سارے محکمے 15 فیصد کم کریں گے، پوسٹوں کی upgradation کا جو ایک رواج بن چکا تھا اس کو ختم کیا گیا ہے، نئی گاڑیوں کی خرید بند کر دی گئی ہے، صوبائی وزراء کے فرنیچر بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ وہ اقدامات ہیں کہ چادر کے مطابق اپنے پاؤں کو سمیٹ کر رکھنا ہے کہ جو ہمارے وسائل ہیں ان کے اندر رہ کر کام کرنا ہے۔ میں نے بجٹ میں دیکھا ہے کہ ہمارا جو سب سے بڑا بحران بجلی اور توانائی کا ہے basically اسے وفاق address کرے گا اور اس کی ٹوٹل ذمہ داری وفاق پر آتی ہے۔ پچھلی دفعہ صوبوں کو allow بھی کر دیا گیا تھا لیکن اس میں legal formalities اتنی ہیں کہ ان کو عبور کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے اس بجٹ میں توانائی کے بحران کے لئے 20۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ سولر، ہائیڈل اور بائیو گیس سے انرجی پیدا کرنے کی کوشش ہو گی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک نیا idea متعارف کروایا جا رہا ہے اور اب public private partnership سے 20۔ارب کی بجائے 100۔ارب روپے تک کی سرمایہ کاری ہو سکے گی۔ اللہ کرے کہ پنجاب بھی اپنے حصے کی بجلی پیدا کر کے دے سکے۔

جناب سپیکر! عام آدمی پر بوجھ کم کرنے کے لئے سبسڈی کی مد میں 36۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس وقت پنجاب کی پچاس فیصد سے زیادہ آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے تو ان حالات میں اس کے لئے 36۔ارب روپے مختص کرنا قابل ستائش ہے۔ اسی طرح شعبہ صحت میں ہیلتھ انشورنس کارڈ جاری کرنے کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ آشیانہ سکیم کو ساری تنقید کے باوجود پورے پنجاب میں سراہا گیا ہے۔ "میں خیال ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے" روٹی، کپڑا اور مکان کا خیال تو کسی اور کا تھا لیکن ہماری قیادت نے آکر اس کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح غریب کے بچے کو تعلیم دینے کے لئے دانش سکول ایک بہت ہی کامیاب سکیم ہے۔ تنقید برائے تنقید ہوتی رہتی ہے لیکن ہر کسی نے اس سکیم کو سراہا ہے۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ میرے ضلع میں دانش سکول بنے۔ یہ بہت اچھی سکیم ہے اور ان سکولوں میں چھ ہزار روپے سے کم آمدنی والے لوگوں کے بچوں کو داخل کیا جا رہا ہے۔ انڈوومنٹ فنڈ کے لئے اب پھر 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ وہ سکیم ہے کہ جس کے تحت غریب کا talented اور ہونہار بچہ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ غریب آدمی کا بچہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ بھی LUMS یا NUST میں تعلیم حاصل کر سکے گا۔ انڈوومنٹ فنڈ سے غریب کا وہ talented بچہ جو merit کی بنیاد پر داخلہ حاصل کرتا ہے اسے facilitate کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح PEEF کے لئے 7۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ ایک نئی سکیم ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں فیس حکومت پنجاب دے رہی ہے اور ان کو ایک کوالٹی ایجوکیشن دی جا رہی ہے۔ خواتین کے لئے بھی 25۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ سولر ٹیوب ویلوں کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ اس رقم کو کم کر کے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے رقم مختص کی جائے۔ یہ بہت کامیاب سکیم تھی۔ اگر وزیر خزانہ سُن رہے ہیں تو مہربانی کر کے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے رقم رکھی جائے کیونکہ اس سکیم کو دیہاتوں میں بڑا سراہا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وارث کلو! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے صرف دو تجاویز مزید دینی ہیں۔ میں اپنے علاقے کے حوالے سے بات کروں گا کہ آبپاشی کے لئے پیسہ رکھا گیا۔ ہمارے ہاں اربوں روپے خرچ کر کے گریٹر تھل کینال بنائی گئی لیکن آج اس کے راجباہ اور distributaries سب برباد ہو چکی ہیں۔ ہمارے تین چار اضلاع ہیں۔ اگر گریٹر تھل اور تھل کینال پر توجہ دی جائے تو آپ کی غذائی ضروریات کو یہ پورا کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: میں یسوع المسیح کے نام سے شروع کرتی ہوں جو تعریف، شکر اور حمد کے لائق ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کے لئے وقت دیا۔ میں آپ کی وساطت سے ممبران اسمبلی، پاکستانی عوام اور بین الاقوامی کمیونٹی کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں اس

ایوان میں اقلیتوں کی نمائندگی کر رہی ہوں اور میری جو بجٹ تقریر ہوگی وہ اقلیتوں سے متعلق ہوگی جس میں ہمارے ہندو بھائی، سکھ برادری اور مسیحیوں کے علاوہ دوسری اقلیتیں بھی شامل ہیں۔

Pakistan is incomplete without the minorities living in Pakistan.

میں آج آپ کی وساطت سے یہ بات بین لاقوامی میڈیا کو بتانا چاہتی ہوں۔ میں اس کے تاریخی پس منظر میں نہیں جاؤں گی لیکن میں یہ ضرور بتانا چاہوں گی کہ پاکستان کے جھنڈے میں سفید رنگ اقلیتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ مت بھولئے گا کہ پاکستان کے جھنڈے کو اقلیتوں نے تھاما ہوا ہے اس لئے میں پھر یہ کہوں گی کہ:

Pakistan is incomplete without the minorities living in Pakistan.

جناب سپیکر! ہمارے بڑے محترم فنانس منسٹر نے اپنی بجٹ تقریر کے پیرا نمبر54 میں مسیحیوں کے لئے ایک خیراتی پروگرام کا اعلان کیا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ کیجئے گا۔ ہم شکر گزار ہیں کہ آپ نے مسلمانوں کی طرح ہماری مسیحی برادری کے لئے بھی کرسمس بازار لگانے اور تحفے تحائف دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ مت بھولئے کہ یہاں پر ہندو برادری بھی رہتی ہے۔ جن کے ہولی اور دیوالی کے تہوار ہوتے ہیں لہذا ان کو بھی اس پروگرام میں شامل کیجئے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں سمجھتی کہ پاکستان میں بسنے والے مسیحیوں کے ساتھ ہمیشہ ظلم و تشدد ہی ہوتا رہا ہے۔ پاکستان کے کرسچئن اور ہندوؤں کے ساتھ ہمیشہ discrimination کی گئی ہے۔ پھر کیا ہوا اگر ہم مسیحی، ہندو یا سکھ ہیں، ہم ہیں تو پاکستانی۔ ہم نے اس پاکستان کو بنانے میں اپنا کردار ادا کیا اور آپ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر خزانہ سے کہنا چاہوں گی کہ آپ ہمیں اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیجئے گا۔ ہمیں خیراتی پروگرام سے طفل تسلیاں نہ دیجئے۔ آپ مہربانی کرکے ہمیں مچھلی مت دیجئے گا۔ میں یہ کہوں گی کہ:

> Don’t give us the fish but give us the fishing rod. Give us the net. Teach us how can we catch the fish so that we can also contribute in the economy of Pakistan.

جیسا کہ Chinese Saying ہے کہ ہمیں کھانے کے لئے چاول نہیں چاہئے بلکہ ہمیں چاول اگانے کا ہنر سکھائیں تاکہ ہم یہ سیکھ کر پاکستان کی economy میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ ہمیں national economy کا دھارا بنائیں۔ ہمارے بچوں کو نوکریاں دیں اور مہربانی کرکے ہمیں ترقیاتی بجٹ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تھوڑی سی بات شعبہ تعلیم کے حوالے سے بھی کرنا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور وزیر خزانہ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ تعلیم کے شعبے میں کرسچیئن کمیونٹی کی بہت سی خدمات ہیں۔ میں آپ سے آج استدعا کروں گی کہ پروفیشنل کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہمارے بچوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔ ہمیں food basket نہیں چاہئے بلکہ ہمیں اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیجئے گا۔ یورپین ممالک کی طرح ہمیں کھانے پینے کی چیزیں دے کر فارغ نہ کر دیجئے گا بلکہ ترقیاتی بجٹ میں تین فیصد حصہ اقلیتوں کے لئے مختص فرمائیے گا۔ آپ نے نوجوانوں اور خواتین کے پروگراموں کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے خواتین کو بھی بجٹ میں حصہ دیا ہے۔ میں یہاں پر اقلیتوں کے لئے یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ بجٹ کا پانچ فیصد حصہ اقلیتوں کے لئے مخصوص کیا جائے۔ اسی طرح انٹرن شپ پروگرام اور سکالرشپ میں بھی پانچ فیصد حصہ اقلیتوں کے لئے مختص کیا جائے۔ میں محترم وزیر خزانہ کو بتانا چاہتی ہوں کہ Human Rights and Minorities کی ایک ہی منسٹری ہے اور اس منسٹری کے لئے آپ نے پچھلے سال 32 کروڑ روپیہ رکھا تھا اور اس دفعہ آپ نے 21 کروڑ روپیہ کر دیا ہے کیا اقلیتوں کی ہماری ماؤں نے بچے پیدا کرنا بند کر دیئے ہیں، کیا اُن کو inflation اثر نہیں کرتی؟ میں اس وقت اپنے Minorities Minister سے بھی مخاطب ہونا چاہتی ہوں کہ میرے بھائی! آپ کدھر بیٹھے ہوئے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب تشریف رکھیں، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے اور آپ کی بات سُن لی گئی ہے، بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے اپنی بجٹ تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا۔ عوام دوست بجٹ 14-2013 ہمارے عظیم قائد وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے ڈوبتی ہوئی معیشت کو مکمل طور پر خوشحالی میں تبدیل کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہے۔ یہ بجٹ اقتصادی، سماجی اور یوتھ ڈویلپمنٹ کی راہیں متعین کرتا ہے اس لئے میں اپنے وزیر خزانہ کو appreciate کرتی ہوں اور اُنہیں اتنا اچھا بجٹ بنانے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! تعلیم کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اَن پڑھ انسان تو اپنے خدا کو بھی نہیں پہچان سکتا اور حدیث مبارکہ ﷺ ہے کہ "تعلیم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔" اسی حدیث کی روشنی میں ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب نے پورے پنجاب

میں تعلیمی اداروں کا مزید جال بچھانے کا فیصلہ کیا ہے اور تعلیمی بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔اس سے پہلے کسی حکومت نے بھی سیکنڈری سکولوں کی طرف اتنی زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس بجٹ میں50 کروڑ روپے کی لاگت سے تمام سیکنڈری سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں قائم کی جارہی ہیں تاکہ طلباء وطالبات سائنسی تعلیم کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب ہوں اور ہمارا ملک مزید ترقی کی طرف گامزن ہو۔ پنجاب میں خواتین یونیورسٹیوں کا جال بچھایا جارہا ہے اور ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب کا یہ vision ہے تاکہ خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور جیسا کہ نپولین نے کہا تھا کہ "مجھے ایک اچھی ماں دے دیں میں آپ کو ایک اچھی قوم دوں گا۔" ہمارے وزیراعلیٰ کا vision اسی چیز کی عکاسی کرتا ہے۔لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی کا سب کیمپس کالا شاہ کاکو میں بنایا جارہا ہے اس سے وزیراعلیٰ کا vision دیہی خواتین کی ترقی کی غمازی کرتا ہے۔اب خواتین کو دور دراز علاقوں سے شہروں میں نہیں آنا پڑے گا وہ locally اُسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کریں گی اور اس سے گاؤں سے شہروں میں نقل مکانی بھی رُکے گی۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیراعلیٰ سے درخواست کرتی ہوں کہ جیسے general یونیورسٹیاں بنائی گئی ہیں تو ایک خواتین میڈیکل یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا جائے اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے کیونکہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج وہ واحد کالج ہے جس میں عرب ممالک اور ہمارے دیگر دوست ممالک سے خواتین میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتی ہیں اور اس وقت انہوں نے پوری دنیا میں اپنے علم کی دھاک بٹھائی ہوئی ہے اور اس سے ہم مزید زرمبادلہ بھی کما سکیں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیراعلیٰ کا نام ہی صرف شہباز نہیں بلکہ اُن کی سوچوں کی پرواز بھی شہباز جیسی ہے جیسے انہوں نے دانش سکول بنا کر تعلیم کا ایک ماڈل پیش کیا ہے لیکن میری ایک تجویز ہے کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں teachers training and capacity building پر توجہ دی جائے تاکہ ہمارے طلباء باہر کے ملکوں میں جا کر تعلیمی معیار کو مزید show کر سکیں اور باہر کے ممالک کے طلباء کو compete کر سکیں جیسا کہ وہ already کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے بجٹ میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ صحت میں صرف علاج ہی نہیں اُس کی prevention پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ 10۔ارب 87 کروڑ روپے کی رقم صاف پانی کی فراہمی کے لئے مختص کی گئی ہے تاکہ مضر صحت پانی سے ہیپاٹائٹس جیسی جو بیماریاں پھیل رہی ہیں ان سے اپنی عوام کو بچایا جائے اور پنجاب کے مختلف remote areas میں چلڈرن ہسپتالوں کا قیام اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ حکومت بچوں کی صحت کے حوالہ سے کتنی serious ہے اور اس سے جگہ جگہ

چلڈرن ہسپتال بنانے سے بچوں کی شرح اموات کم ہوں گی اور بچوں سے صحت مند معاشرہ وجود میں آئے گا۔اس کے علاوہ dialysis کے لئے 30 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ ناکافی ہے اس لئے کہ بلڈ پریشر اور diabetes کے بڑھتے ہوئے امراض سے گردے damage ہو رہے ہیں اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں مریضوں کی ایک قطار بنی ہوتی ہے تو اس میں ایک ارب روپے کا اضافہ کیا جانا ضروری ہے۔ میں اپنی تقریر کے آخر میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یورالوجی ڈیپارٹمنٹ کو بھی زیادہ سے زیادہ extend کیا جائے تاکہ گردے کے امراض سے بچا جا سکے۔ kidney stone and diabetes گردوں کو damage کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے ہم عوام کو awareness دینا چاہتے ہیں تاکہ گردے فیل ہونے کی نوبت ہی نہ آئے۔ اس کے علاوہ دیہی علاقوں کی خواتین کے لئے جو پروگرام دیئے گئے ہیں اس سے cottage industry بڑھے گی اور ہمارے ملک میں انڈسٹری کا جال بچھے گا اور انشاء اللہ پاکستان اقوام عالم میں صف اول میں شامل ہو گا۔ حزب اختلاف کی بہنوں سے بھی میری یہ اپیل ہے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے پر لگائیں تاکہ ہم اندھیروں میں ڈوبی ہوئی معیشت کو سہارا دے کر پاکستان کی ترقی میں مددگار و معاون ثابت ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! بہت مہربانی۔آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے حالیہ بجٹ پر مجھے تقریر کرنے کے لئے موقع عنایت فرمایا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے محدود وقت میں ایک خوبصورت اور اچھا بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے پیش کیا۔ میری دعا ہے کہ ہماری یہ حکومت جس پر پاکستان کے کروڑوں لوگوں نے ایک اندھا اعتماد کیا ہے اور انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کی پانچ سالہ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس وقت پنجاب اور پاکستان کے اندر اصل قیادت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی ہے جن کے اوپر ہم ذمہ داری ڈالیں گے تو اس وقت پاکستانی عوام کو جو مسائل در پیش ہیں لوڈشیڈنگ کا مسئلہ ہے، بدامنی کا مسئلہ ہے، دہشت گردی کا مسئلہ ہے، مہنگائی کا مسئلہ ہے، بے روزگاری کا مسئلہ ہے تو یہ قیادت ان مسائل کو حل کرنے کا ادراک رکھتی ہے۔ ہماری عوام نے اپنی اُمیدوں کا جو مرکز و محور بنایا ہے اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے، پاکستان میں بسنے والے تمام لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اُن لیڈروں کا ساتھ دیں، اُن کے ساتھ تعاون کریں اور اُن کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ پاکستان جو آج معاشی طور پر کمزور ہو چکا ہے اس کو راہ راست پر لانے کے لئے،

ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل کرنے کے لئے اس کا ساتھ دیں اور پاکستان کو ایک دفعہ پھر سے وہ پاکستان بنائیں جس کا خواب حضرت قائدِاعظم محمد علی جناحؒ نے دیکھا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ مجھے 1985 سے اس اسمبلی کا ممبر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مجھے یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے والد محترم کے ساتھ بھی میں نے وقت گزارا ہے۔ میں نے اسمبلی آنے سے پہلے صرف اُن کا نام سُنا تھا اور خدا شاہد ہے کہ میں نے خود اُن کی سیٹ پر اس توقع کے ساتھ جا کر اُن سے پیار لیا کہ آپ ہماری راہنمائی کریں۔ میں اس اسمبلی میں نئے تشریف لانے والے اپنے دوستوں، اپنے بھائیوں اور اپنے بزرگوں سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ یہاں سے سیکھیں، سیکھنے سے کسی کی بے عزتی نہیں ہو جاتی، اس سے کسی کا مقام کم نہیں ہو جاتا بلکہ اچھی چیزیں سیکھنے سے بندے کے مقام میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ پنجاب کے کروڑوں لوگوں کا نمائندہ ایوان ہے تو آپ جب اس ایوان سے ہو کر اپنی عملی زندگی میں جائیں تو یہاں سے کچھ سیکھ کر جائیں۔ یہ بلدیاتی ادارہ نہیں ہے، یہ کونسل شپ نہیں ہے، یہ پنجاب اسمبلی ہے کروڑوں لوگوں کی نظریں آپ پر لگی ہیں اور میڈیا آپ کو دیکھ رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ 1985 میں جب ہم اسمبلی میں آتے تھے تو سیڑھیوں کے قریب اپنی گاڑی سے اترتے تھے اور یہیں سے بیٹھتے تھے لیکن آج اسمبلی کی دنیا بھی تبدیل ہو چکی ہے۔ ہم بھی فائلیں ہاتھوں میں پکڑ کر پیچھے اتر جاتے ہیں جہاں ہماری چیکنگ ہوتی ہے۔ ہمیں بھی ایک عام آدمی کی حیثیت سے اسمبلی میں آنا پڑتا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی روایات، کردار اور سوچ کو بھی بدلیں۔ اس پاکستان کو بنانے کے لئے اپنی سوچ کو بدلیں۔ آپ نے آگے بڑھنا ہے ہم اس ملک کو اسی وقت بچائیں گے جب ہم میں سے ہر آدمی اپنا کردار ادا کرے گا۔ اگر ہم ایک دوسرے پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید کریں گے، نمبر بنانے کے لئے تنقید کرنا بہتر نہیں تنقید برائے تعمیر کریں، تنقید برائے اصلاح کریں ایسا نہ کریں کہ اپوزیشن کا کام ہی تنقید ہے اور حکومت پارٹی کا کام ہی تعریف ہے۔ آپ ہر اچھے کام کی تعریف کریں اور ہر بُرے کام پر تنقید کریں اس سے اس ملک کی اصلاح اور بہتری ہو گی۔ اس سے پنجاب کے لوگوں کی بہتری ہو گی اور پاکستان کے لوگوں کی بہتری ہو گی۔ یہ ملک ہم نے لاکھوں قربانیاں دے کر حاصل کیا تھا۔ یہ ملک ہمیں کسی نے خیرات میں نہیں دیا۔

یہ پھول ہم نے خیرات میں نہیں پائے ہیں
خون دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بھی استدعا کرنا چاہوں گا کہ آپ مہربانی فرما کر ہر معزز ممبر کے لئے دس منٹ کا وقت رکھیں۔ یہ آپ کی مجبوری ہے کہ اس دفعہ آپ نے فیصلہ فرمالیا ہے آئندہ کے لئے میری آپ سے درخواست ہوگی کہ دس منٹ کا وقت دیا جائے۔ ہم ممبران جب یہاں آتے ہیں تو ہمارے حلقوں کے لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے حلقہ کا نمائندہ اسمبلی میں جاکر کیا کہتا ہے، ہمارے لئے کیا مانگتا ہے اور وہ ہمیں اس توقع سے یہاں بھیجتے ہیں کہ ہمارا نمائندہ ہمارے لئے کچھ لائے گا۔ ہم یہاں آکر بولتے نہیں یا ہمیں بولنے کا موقع نہیں ملتا تو وہ ہم سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہوگی کہ آئندہ بجٹ میں کم از کم دس منٹ کا وقت دیا جائے۔ یہاں ماضی میں وقت کی کمی کے پیش نظر afternoon بھی اجلاس ہوتے رہے ہیں، صبح بھی اجلاس ہوتا تھا اور شام کو بھی اجلاس ہوتا تھا اس لئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو موقع دیا جائے کہ وہ یہاں پر اپنی بات کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ میرا تعلق زرعی شعبہ سے ہے۔ یہاں پر زراعت پر ٹیکس لگانے کی بات کی گئی ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ international law ہے کہ جہاں حقوق ہوتے ہیں وہیں پر فرائض بھی ہوتے ہیں جب آپ اپنا حق مانگتے ہیں وہاں آپ کو فرائض بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ہم جب taxation کرتے ہیں تو ہمیں اس کے بدلے عوام کو کچھ دینا بھی پڑتا ہے۔ زرعی شعبہ پاکستان کا ایسا مظلوم شعبہ ہے جس کو یہاں پر دیا کچھ نہیں جاتا لیکن لیا سب کچھ جاتا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ خاص طور پر بنیادی شعبہ جات جیسے زراعت، صحت، تعلیم اور امن عامہ پر بحث کے لئے علیحدہ وقت رکھیں جس طرح ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ یہاں ہر اجلاس میں ایک اہم شعبہ کے لئے وقت رکھا جاتا تھا اسی طرح اب بھی وقت رکھیں تاکہ ہم تمام ممبران اپنے اپنے حلقہ اور اس شعبہ کے مسائل بھی آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں پھر اس کی روشنی میں حکومت آئندہ کا لائحہ عمل بنائے۔

جناب سپیکر! ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ pre-budget اجلاس ہوتے ہیں جس میں ممبران تقاریر کرتے اور تجاویز دیتے ہیں۔ میری آپ سے اور وزیر خزانہ سے بھی استدعا ہوگی کہ آئندہ کے لئے pre-budget اجلاس کا انعقاد کیا جائے تاکہ لوگ اپنی تجاویز دے سکیں اور اگر وہ قابل عمل ہوں تو ان کو سالانہ بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ رانجھا صاحب! بات یہ ہے کہ آپ نے دو اہم باتیں کی ہیں۔ آپ نے ایک دس منٹ کا وقت دینے کی بات کی ہے۔ ہم نے اپنے کل وقت کو ممبران کے حساب سے تقسیم کیا ہے۔

یہاں ہر ممبر کی خواہش ہے کہ اسے بولنے کا موقع دیا جائے۔ یہ ایوان میرا، قائد حزب اختلاف، قائد ایوان یا وزراء کا ہی نہیں ہے بلکہ یہ تمام ممبران کا مشترکہ ہے اس لئے ہم نے سب کو موقع دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی صاحب رہ جائیں گے تو وہ ضمنی بجٹ پر اپنی بات کر سکیں گے۔ میں شاید وقت کی کمی کی وجہ سے تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع نہ دے سکوں۔

اس کے علاوہ آپ نے pre-budget بحث کی جو بات کی ہے تو یہ ہوتی ہے۔ ہم نے اس کو شروع کیا ہوا ہے، اس دفعہ مجبوری تھی اور ہم نے بجٹ کے تمام process کو 30۔ جون سے پہلے مکمل کرنا ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے تمام ممبران کے لئے اچھی بات کی ہے کہ کس طرح بات کرنی ہے اور کس طرح اپنا تشخص بحال رکھنا ہے۔ اب میں بجٹ پر بات کرنے کے لئے نعیم اللہ گل صاحب کو دعوت دوں گا۔ جی، گل صاحب!

جناب نعیم اللہ گل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ اور ان کی ساری ٹیم جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا بہت مبارکباد دوں گا۔ یہ غریب دوست اور عوامی بجٹ ہے۔ اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں رکھی گئی جو صرف ایک امیر آدمی کی سوچ کی عکاسی کرے۔ اس میں غریب آدمی کے لئے فائدہ رکھا گیا ہے۔ اس بجٹ میں صحت کا شعبہ ہو یا تعلیم کا شعبہ ہو یا ہماری first priority جو کہ energy کی ہے وہ ہو۔ یہ سب directly ایک غریب آدمی کے مسائل ہیں۔ غریب آدمی ان مسائل کے ساتھ زیادہ مشکل زندگی بسر کرتا ہے جبکہ ایک امیر آدمی کو اتنی مشکلات درپیش نہیں آتیں۔

جناب سپیکر! دانش سکول کے حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر کوئی بھی امیر بچہ نہیں پڑھتا وہاں پر تمام کے تمام غریب بچے پڑھتے ہیں جو اپنی تعلیم کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ صاحب کا اجالا پروگرام ہے اس کا directly غریب طلباء کو فائدہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح زراعت کے حوالے سے جو ٹیوب ویل وزیر اعلیٰ نے دیئے ہیں وہ غریب آدمی کے لئے بہت معنی رکھتے ہیں۔ آج یہ حالات ہیں کہ زرعی شعبہ میں کھاد، بیج اور fuel کے حوالے سے عام چھوٹا زمیندار بہت پریشان ہے۔ انہیں اس favour کی بہت ضرورت تھی جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو دی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے حلقہ جو کہ دیہاتی علاقہ ہے اس کی طرف آؤں گا۔ میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے مجھے عزت بخشی کہ وہ میرے حلقہ میں آئے تھے۔ انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا

کہ ڈجکوٹ جو ایک قصبہ ہے اس کو تحصیل بنائیں گے۔ میں ان کو یاد کرانا چاہوں گا اور اگر ہو سکے تو اس بجٹ میں ڈجکوٹ کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اب کچھ تجاویز پیش کرنا چاہوں گا کہ اگر بجٹ میں ان پر غور کیا جائے تو ہم کافی بچت کر سکتے ہیں اور اپنے خزانے میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے جیسے تیس فیصد اپنے اخراجات ختم کر کے ایک اچھی روایت ڈالی ہے۔ اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری bureaucracy کو watch کرنے کا سسٹم رکھا جائے، ان کو بھی watch کیا جائے کہ ان کے اخراجات کیا ہیں؟ میری نظر سے ایسے cases گزرے ہیں کہ جنہیں ایک ایک گاڑی allow ہے لیکن ان کے پاس چار چار، پانچ پانچ گاڑیاں ہیں۔ میں نے بہت سے cases دیکھے ہیں کہ افسران کے دفاتر بالکل قریب ہیں لیکن انہوں نے پھر بھی اپنے گھر کو اپنا camp office بنایا ہوا ہے۔ میں اس چیز کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ ضرورت سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب directly ان کے غیر ضروری اخراجات پر نظر رکھیں۔ اس کے علاوہ daily basis پر بیوروکریسی کی achievements اور جو آپ انہیں targets دیتے ہیں ان پر خود اپنی نظر رکھیں اور ان کی افسر شاہی اور رویے کو بھی بہتر کرائیں۔ جیسا کہ ہمارے خادمِ اعلیٰ صاحب اپنی good governance کی مثال دے رہے ہیں اسی طرح یہ مثال ہماری بیوروکریسی کے اندر بھی ہونی چاہئے۔ ہماری بیوروکریسی اور سیاستدان ایک دوسرے کے ساتھ چلیں گے تو پھر ہی اس ملک کی اچھی طرح خدمت ہو سکتی ہے۔ جب تک بیوروکریسی اور ہم اکٹھے مل کر نہیں چلتے ہماری ترقی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ مزید لینا چاہوں گا کہ میرے حلقہ میں سب سے زیادہ agriculture water کا مسئلہ ہے اور اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا تو وہاں پر لوگ بہت زیادہ protest کریں گے لہذا میں اس چیز کی طرف توجہ کروانا چاہتا ہوں کہ kindly وہاں پر پانی کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے پورے حلقہ میں بوائز کا ایک بھی کالج نہیں ہے لہذا ہمیں کالج دیا جائے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد علی کھوکھر صاحب!

ملک محمد علی کھوکھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے مختصر وقت میں ایک ایسا بجٹ دیا جو ہمارے چیف منسٹر کے vision کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ درست سمت ہے کہ خود انحصاری، سادگی اور بچت کی طرف ہماری منزل چلنی چاہئے اور ہمارا

راستہ اسی طرف ہونا چاہئے۔ میں کچھ تجاویز تھانہ کلچر کے حوالے سے پیش کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہمارا Citizen Police Liaison Committees کا کوئی نظام نہیں ہے، پرانا تاریخی پنچایتی نظام collapse کرتا جارہا ہے اور کسی institution کو local level پر develop نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے FIR's کہیں سے filter نہیں ہو رہیں یہاں تک کہ مقامی سطح پر آپس میں اچھے طریقے سے disputes کو resolve نہیں کیا جارہا لہذا اس کے لئے بھی بجٹ میں کوئی حصہ ہونا چاہئے کیونکہ تھانہ کلچر صرف ماڈل پولیس سٹیشن بنانے سے ہی ختم نہیں ہوگا بلکہ اس کی ایک comprehensive policy ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں اپنے rural issues کی طرف نشاندہی کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس وقت ہماری urban planning haphazard ہو رہی ہے اور ہماری زرخیز زرعی زمینوں کے اوپر ایک invasion ہو رہی ہے جو periphery cities ہیں۔ ہماری جو sweet water والی fertile lands ہیں وہ اس haphazard urbanization کی نذر ہوتی جا رہی ہیں لہذا اس کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ ہماری lack of basic immunities اور poor sanitation ہے، خصوصاً ہمارے rural area کے villages میں ان کی condition بہت بُری ہے لیکن اس کا کوئی mechanism اور accountability نہیں ہے کہ یونین کونسل نے دیکھنا ہے یا پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے دیکھنا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ rural youth کے issues بہت ہی گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں جو rudderless ہیں جن کی کوئی سمت نہیں ہے اور وہ پھر رہے ہیں۔ اگر ہم مصر اور اسرائیل کی مثال لیں تو وہاں انہوں نے youth کو land reclamation کی طرف لگایا ہے۔ اسی طرح desert reclamation ہو رہی ہے کہ آپ ان کو desert میں lease پر land دیں اور ایک comprehensive package دیں تاکہ وہ drip irrigation اور مختلف چیزوں کے ساتھ اس land کو آباد کر سکیں۔ ہماری یونیورسٹیوں اور ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں rural youth کے لئے agriculture courses کا کوئی focus نہیں ہے جبکہ ضرورت ہی انہی rural areas کے لئے ہے۔ ہماری زرعی یونیورسٹی سے agrarians پڑھ کر آ جاتے ہیں لیکن اُن کو managerial courses نہیں کروائے جاتے جس کی طرف focus ہونا چاہئے تاکہ ہمیں بہترین قسم کی facilities

ملیں۔ ہماری rural youth کو equal opportunities نہیں مل رہیں کہ وہ urban youth کے ساتھ اپنے talent کو match کر سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں rural areas میں موجود پبلک ہیلتھ کی طرف معزز وزیر خزانہ کو نشاندہی کرانا چاہ رہا ہوں کہ water filtration plants کا اتنا واویلا ہوا لیکن اگر آپ ان کی تحقیق کریں تو بہت سے redundant پڑے ہوئے ہیں کیونکہ ان میں sustainability نہیں ہے۔ ہم بنا تو دیتے ہیں لیکن یہ نہیں پتا کہ اس کو sustain کون کرے گا اور اس کا filter کون بدلے گا یعنی ابھی تک اس کا کوئی چینل نہیں بن پا رہا کہ وہ water filtration plants sustainable حالت میں آئیں۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ Basic Health Units کی upgradation کی جائے، ان کی missing facilities کو identify کیا جائے اور کم از کم ان کو بہتر حالت میں لایا جائے کیونکہ وہاں پر عطائیت پھیل رہی ہے، quacks ہی چل رہے ہیں اور موجودہ بنیادی مراکز صحت maximum and optimum حالت میں نہیں چل رہے۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ rural schools میں inoculations ضرور ہونی چاہئے جس طرح خسرہ وغیرہ ہے لہذا routine میں یہ انجکشن لگنے چاہئیں بلکہ rural schools میں یہ mandatory ہونے چاہئیں کیونکہ اب نئے نئے health hazards شروع ہو گئے ہیں۔ جس جگہ سے میں آ رہا ہوں اس خطے میں ہیپاٹائٹس (سی) ایک endemic بنتا جا رہا ہے اور پھیلتا جا رہا ہے جس کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمیں war footing پر effort کرنا پڑے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ساتھ ہی اپنی بہن صبا صادق صاحبہ کی تائید کرتا ہوں کہ rural women کے لئے 50 کروڑ روپے cattle کے لئے مختص کئے گئے ہیں جو بہت کم amount ہے لہذا اس کو بڑھانا چاہئے۔ ہماری ایک روایت ہوتی تھی کہ ہم دیہی عورتوں کو cattle پالنے کے لئے دیا کرتے تھے تاکہ wealth create ہو جس کو poverty alleviation والے ادارے اور NGO's نے replicate کیا ہے۔ ان basis کو ہمیں آگے بڑھانا چاہئے۔ rural کی talented women کو channelize نہیں کیا جا رہا مثلاً ہم انہیں fruits کے drying plants دیں تاکہ وہ اس پر توجہ دے سکیں۔ ہم ان کے لئے دستکاری کی سہولت provide نہیں کر سکے اور ان کے لئے ہمارے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں کوئی courses نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

ملک محمد علی کھوکھر: بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ راناطاہر شبیر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟ چودھری شبیر احمد صاحب!

راناطاہر شبیر: میں آ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا نام طاہر شبیر ہے یا طاہر علی ہے؟

راناطاہر شبیر: جناب سپیکر! میرا نام طاہر شبیر ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔ چلیں، بولیں۔

راناطاہر شبیر: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو بول لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

راناطاہر شبیر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس عمدہ بجٹ پیش کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا اور بہت ہی مساوی بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کے بعد میں میاں محمد شہباز شریف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے، خصوصاً ملتان کے لئے، میٹرو بس کا ایک اعلیٰ منصوبہ پیش کیا ہے جس پر میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اسی طرح انہوں نے کسانوں کے لئے پیکج دیا ہے اور تعلیم کے لئے بھی پیسے رکھے ہیں اس پر بھی میں ان کا نہایت مشکور ہوں کیونکہ تعلیم ہی ہماری بنیادی چیز ہے جس سے ہمارا یہ ملک پاکستان ترقی کر سکتا ہے۔ ہمارے سکولوں کی حالت اتنی پیچیدہ اور گر چکی ہے کہ ہمارے ہاں کوئی ڈگری کالج ہے اور نہ ہی کوئی اور سہولت ہے کیونکہ ہمارے حلقے پیپلز پارٹی کے رہے ہیں، خاص طور پر گیلانی صاحب اور دوسرے وڈیروں کے تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے کہ میاں صاحب نے ہمارے جنوبی پنجاب کا خاص خیال رکھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں اور مہربانی کر کے باقی باتیں چھوڑیں۔

راناطاہر شبیر: جناب سپیکر! یہ بجٹ ہمارے لئے انشاء اللہ نہایت ہی اچھا اور بہترین ہے۔ چونکہ میں ملتان سے ابھی پہنچا ہوں اس لئے میں مزید بات آئندہ کسی وقت کروں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ انہوں نے اپنا ٹائم خود ہی دے دیا ہے۔ چودھری شبیر احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ماجد ظہور صاحب! آپ سے بھی میری گزارش یہی ہو گی جو منڈا صاحب سے ہوئی ہے۔

جناب ماجد ظہور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ میں اپنے قائدین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ جیسے مڈل کلاس کے ایک سیاسی کارکن کو میاں محمد نواز شریف کے آبائی حلقہ سے ٹکٹ دے کر اس اسمبلی کا ممبر منتخب کروایا۔ نہ صرف مجھے بلکہ جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقے سے لیبر کلاس سے تعلق رکھنے والی حسینہ بیگم اور ان جیسی دوسری کارکن خواتین کو اس ایوان کا حصہ بنایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! درحقیقت قائدین کا یہ اقدام لیبر کلاس، مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس کے میرٹ پر پورا اترنے والے ان سیاسی کارکنوں کو مقتدر ایوانوں کا اور ان ایوانوں کا جہاں فیصلے کئے جاتے ہیں حصہ بنا کر اس خواب کی تکمیل کرتا ہے جو خواب اس صوبے کے دانشوروں نے، جو خواب اس صوبے کے قلم کاروں نے اور جو خواب اس صوبے کے صحافیوں نے کئی دہائیاں پہلے دیکھا تھا۔ آج اس ایوان میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ بھی خادم پنجاب کی اس سوچ کی عکاسی کرتا ہے جس میں وہ محروم طبقوں کو بااختیار بنا کر اس انقلاب کا راستہ روکنا چاہتے ہیں جو وسیع تر معاشی تفاوت کی وجہ سے اور جو ایک وسیع تر معاشی خلیج کی وجہ سے اس شہر کے، اس صوبے کے اور پاکستان کی اشرافیہ کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ اگر میں یہاں یہ کہوں کہ اس ایوان میں پیش کیا جانے والا بجٹ غریب دوست بجٹ ہے، کسان دوست بجٹ ہے، عوام دوست بجٹ ہے اور علم دوست بجٹ ہے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ میں اس انقلابی بجٹ کو پیش کرنے پر خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں غریبوں کے لئے جو اقدامات کئے گئے بالخصوص آٹا پر سبسڈی، آج ایک غریب آدمی سارا دن اسی کوشش میں مصروف رہتا ہے اور سارا دن محنت کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے دو وقت کی روٹی کما کر گھر لے جائے لیکن وہ اس کوشش میں بھی کامیاب نہیں ہوتا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ غریب آدمی کے بچوں کو روٹی کھلانے کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب نے اس بجٹ میں 28۔ارب روپے کی آٹا پر سبسڈی رکھی ہے جبکہ خیبر پختونخواہ کے بجٹ میں صرف 2۔ارب 50 کروڑ روپے اس کام کے لئے رکھے گئے ہیں۔ رمضان پیکیج میں عام آدمی کو روزمرہ استعمال کی اشیاء سستے داموں دینے کے لئے 5۔ارب روپے رکھنے پر بھی میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں غریب آدمی کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کے لئے 4۔ارب روپے رکھنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں غریب آدمی کو چھت فراہم کرنے کے لئے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں 3۔ارب روپے رکھنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں مزدور کے لئے دو ہزار فلیٹس بنانے کے لئے 6۔ارب 50 کروڑ روپے رکھنے پر بھی

مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس صوبہ کے غریب اور چھوٹے کسان کو شمسی توانائی اور بائیو گیس پر چلنے والے ٹیوب ویل فراہم کرنے کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے رکھنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں دانش سکولوں کے لئے 3۔ارب روپے، پنجاب ایجو کیشنل انڈوومنٹ فنڈ کے لئے 2۔ارب روپے اور سرکاری سکولوں میں missing facilities provide کرنے کے لئے 3۔ارب 50 کروڑ روپے اور جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے 93۔ارب روپے رکھنے پر بھی خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن میں خادم اعلیٰ پنجاب کو سب سے زیادہ مبارکباد اس بات پر پیش کروں گا کہ انہوں نے بجٹ میں سادگی کے لئے جو اقدامات تجویز کئے ہیں، اس پر وہ سب سے زیادہ مبارکباد کے مستحق ہیں اس لئے کہ اس ملک اور اس صوبہ میں دولت کی اور اختیارات کی بے جا نمائش نے ہزاروں مسائل کو جنم دیا ہے۔ میں اپنی بہن ثمینہ خاور حیات کی پرسوں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے بڑی خوبصورت بات کا حوالہ دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کسی کا نام نہ لیں۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں ان کی تعریف کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بس، بڑی مہربانی۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ "لعنت ہے مجھ پر کہ میں قیمتی گاڑی پر اس ایوان میں آؤں اور باہر لوگ بھوکے، ننگے سڑکوں پر پھریں"۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میری بہن! ہم کیوں یہ لعنت زدہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، ہم کیوں سادگی اختیار نہیں کرتے، ہم کیوں اپنی بے جا نمود و نمائش کے ذریعے اس ملک کے غریبوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں؟ آئیں! آج کے دن جبکہ آج شب برأت ہے تو ہم عہد کریں کہ ہم اپنی ذاتی زندگی میں، ہم اپنی بود و باش میں اور ہم اپنی رسومات میں سادگی اختیار کریں گے اور وہ پیسا جو ہم اپنی نمود و نمائش پر خرچ کرتے ہیں وہ بچا کر ملک و قوم کے لئے لگائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ماجد ظہور صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا۔ بڑی مہربانی۔ ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میاں محمد

نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مختصر وقت میں بڑا اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وقت ضائع نہیں کرتا بلکہ حکومت نے جو کثیر رقم رکھی ہے اس کے لئے اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ میرا حلقہ پہاڑی علاقہ ہے جو کہ پہاڑوں کا دامن ہے۔ صاف پانی کے لئے انہوں نے 5۔ارب روپے رکھے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس میں میرے حلقہ کی ایک سکیم بھی نہیں آئی۔ میرا حلقہ جو پہاڑ کے دامن کے ساتھ ہے جہاں کڑوا پانی ہے اور رمضان المبارک شروع ہونے والا ہے تو میرے حلقہ میں ابھی بھی کئی ایسے علاقے ہیں جہاں کے لوگ جوہڑوں سے پانی پیتے ہیں۔ ہماری مائیں اور بہنیں کئی کئی میل دور سے پانی لاتی ہیں اور میں نے کئی دفعہ اپنی تجاویز دی ہیں لیکن ان میں سے میری ایک بھی سکیم نہیں آئی۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے بھی کثیر رقم رکھی گئی ہے اور میں نے اپنی تجاویز دی ہیں کیونکہ میرا حلقہ تعلیم کے میدان میں سب سے پیچھے ہے تو وہاں کے سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے۔ وادئ سون نوشہرہ کو تحصیل کا درجہ تو پچھلی حکومت جو ہماری اپنی حکومت تھی نے دے دیا لیکن اس دفعہ بھی اس کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ اگر تحصیل بنا دی گئی ہے تو مہربانی فرما کر اس کے لئے رقم بھی دی جائے تاکہ جو افسران وغیرہ آنے ہیں ان کے دفاتر بنائے جا سکیں۔ میرے حلقہ میں ایک Lift Irrigation Scheme بنائی گئی تھی جو کہ دامن مہار کے تمام غریب کسانوں کے لئے تھی۔ 1990 سے وہ شروع ہے لیکن محکمہ اریگیشن نے اس کو کھاد بنایا ہوا ہے۔ اس کے لئے رقم رکھی جاتی ہے لیکن ابھی تک اسے مکمل نہیں کیا گیا۔ میری تجویز ہے اور میں حکومت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے پہلے اس کی انکوائری کرائی جائے کہ وہ آج تک کیوں مکمل نہیں ہوئی؟ اس کو مکمل کیا جائے تاکہ میرے حلقہ کے جو غریب لوگ ہیں جن کی یہ آس ہے، میں جب بھی اس حلقے میں جاتا ہوں تو وہ سب سے پہلے مجھ سے یہی پوچھتے ہیں کہ ابھی تک یہ lift irrigation مکمل کیوں نہیں ہوئی؟ اس کے لئے رقم آتی ہے، وہ مٹی کا کھالہ بناتے ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو وہ پھر ختم ہو جاتا ہے۔ براہِ مہربانی اس کو صحیح طریقے سے بنایا جائے، اس دفعہ اس کے لئے پیسے دیئے جائیں تاکہ وہ مکمل ہو سکے اور کسان اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ میرے حلقہ میں ایک سکیم بنائی گئی تھی جو سیم کو ختم کرنے کے لئے تھی اس سے پورے ضلع خوشاب کو فائدہ ہو رہا تھا۔ اس کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے وہ سیم کا پانی suck کر کے نہر کے ذریعے دریا میں پھینکتے تھے۔ ہر سال مجھے وزیر صاحب اور سیکرٹری زراعت کی منت کرنا پڑتی ہے کہ براہِ مہربانی بجلی کا بل ادا کیا جائے۔ میری درخواست ہے کہ اس کے لئے ہر سال خصوصی فنڈ رکھا جائے کیونکہ یہ غریب لوگ

ہیں ان کی زمین بالکل ناکارہ تھی اب اللہ کے فضل سے وہاں لوگ کماد اور دوسری کئی فصلیں اگا رہے ہیں۔ براہِ مہربانی ان کے لئے خصوصی فنڈ رکھے جائیں تاکہ ہر سال ان کا بل ادا ہو جائے۔ میرا حلقہ وادیٔ سون ہے جو پورے پنجاب کا سب سے خوبصورت ترین علاقہ ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے بڑی مہربانی کی انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو ٹورازم کے لئے رقم دیں گے اور یہاں ریزارٹ بھی بنائیں گے لیکن ابھی تک اس وادیٔ سون کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی۔ براہ مہربانی میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ وادیٔ سون جو پنجاب کی سب سے خوبصورت وادی ہے جسے سابقہ حکومتیں نظر انداز کرتی رہی ہیں اس کی طرف توجہ دی جائے تاکہ اس علاقے کی ڈویلپمنٹ ہو سکے۔ باقی جو علاقے ہیں جیسے سوات، ایبٹ آباد وہاں اب لوگ نہیں جا سکتے اللہ کے فضل سے یہ پُرامن علاقہ ہے اور یہ قریب ترین وادی ہے۔ یہاں سے لوگ بڑی آسانی سے اس وادیٔ سون تک جا سکتے ہیں اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب بلال اکبر بھٹی!

جناب بلال اکبر بھٹی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں صوبہ پنجاب کا بجٹ 14-2013 پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ یا کسی بھی پروگرام میں منصوبے کی کامیابی کا دارومدار ہمیشہ اس کے بنانے والے پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے پروگرام کے مطابق جو بجٹ ہماری حکومت نے بنایا ہے اس میں اپنی بھرپور صلاحیتوں اور ایمانداری سے عمل کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مجھے دے دیں میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب بلال اکبر بھٹی: جناب سپیکر! یہ صرف تھوڑے سے points لکھے ہوئے ہیں۔ مزدوروں کو مالکانہ حقوق پر گھر دینے کی بات ہو، ادویات کی مفت فراہمی کی بات ہو، ہیلتھ ورکروں کو مستقل کرنے کا معاملہ ہو، میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ کی تقسیم کا معاملہ ہو، اجالا پروگرام کے تحت سولر لیمپ کی تقسیم کا معاملہ ہو، گرین ٹریکٹر کی سکیم ہو، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ہو، دانش سکول کا قیام ہو یا دیوہیکل میٹرو بس کا منصوبہ ہو سب کو بآسانی قوت اور ہمت سے مکمل کرنے کا اگر سہرا کسی کے سر جاتا ہے تو وہ صرف اور صرف میاں محمد شہباز شریف ہیں۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جناب سپیکر! میں اس بجٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہوں گا کہ یہ بجٹ بہت ہی منصفانہ اور غریب دوست بنایا گیا ہے لیکن کچھ ایسے شعبے ہیں جن کی طرف میں توجہ دلانا چاہوں گا اگر ہم ان پر کچھ کام کریں اور ان میں کچھ اضافی گرانٹس رکھی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کو بہتری کی طرف لے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے اربوں روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز ہے کہ اگر ہم پرائمری سکول میں enrollment کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ اس امر کو یقینی بنائیں کہ بچے سکول میں پڑھنے آئیں اور اس کا back up بھی کیا جائے تو میرے خیال میں اس سے بچوں کے سکول چھوڑنے کی شرح میں خاطر خواہ کمی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! صحت کسی بھی قوم اور کسی بھی فرد کے لئے بہت ضروری ہے۔ جب تک انسان صحت مند نہیں ہو گا اس وقت تک وہ ملک و قوم کی خدمت نہیں کر سکتا۔ اس میں ہمارے کئی دوستوں نے ڈائیلسز سکیم کی طرف توجہ دلائی ہے میں گزارش کروں گا کہ اس کو بڑھایا جائے اور اس کے لئے مزید فنڈز رکھے جائیں۔ میں اس کا بھی ذکر کرتا چلوں کہ جب ڈائیلسز ہوتے ہیں تو وہاں پر دو قسم کی مشینیں رکھی جاتی ہیں ایک negative اور دوسری positive۔ اگر ان کو properly sterilize نہ کیا جائے تو اس کا نقصان ہوتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جب کسی بھی مریض کا ڈائیلسز کیا جائے تو ہر دفعہ ڈائیلسز سے پہلے اس کا ٹیسٹ ہونا چاہئے تاکہ اس کی وجہ سے کسی دوسرے مریض کو نقصان نہ ہو۔ پنجاب میں دو ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریاں چل رہی ہیں ایک لاہور اور دوسری ملتان میں ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت کم ہیں کیونکہ جب ہم فری ادویات دیتے ہیں اور وہ ادویات ہسپتالوں میں جاتی ہیں تو وہاں ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو ماہ تک پڑی رہتی ہیں اور غریبوں تک نہیں پہنچتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ٹیبلٹ کا ٹیسٹ کیا جائے تو وہ چار دن میں مکمل ہوتا ہے اور کسی انجکشن کا ٹیسٹ کیا جائے تو اس کے لئے پندرہ دن لگ جاتے ہیں۔ جب وہ رپورٹ آتی ہے تو اس وقت تک ہمارے بجٹ lapse ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے ان دوائیوں کو ہم proper طریقے سے استعمال نہیں کر پاتے۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ ہم ڈویژن کی سطح پر کم از کم ایک لیبارٹری قائم کریں جس سے ہم وقت پر لوگوں کو یہ سہولت دے سکیں۔ ہم پراجیکٹ بناتے ہیں اور یہ بھی اچھے پراجیکٹ ہیں۔ میں دوبارہ کہوں گا کہ ڈویژن کی سطح پر

لیبارٹریوں کا قیام بہت ضروری ہے۔ وزیر خزانہ، وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کو چاہئے کہ اس پر غور و فکر کریں۔ جس طرح لاہور میں چلڈرن ہسپتال ہے اس طرح ہر ضلع میں یہ چلڈرن ہسپتال بنانے چاہئیں کیونکہ لاہور میں ہر جگہ سے لوگ آتے ہیں، میرے علاقے سے بھی آتے ہیں اور وہ سفارشات ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں ہسپتال میں جگہ مل جائے۔ وہاں ایک ایک بیڈ پر دو دو، تین تین بچے پڑے ہوئے ہوتے ہیں، کئی بچے آپریشن کرانے کے لئے تڑپتے رہتے ہیں اور وہ ننھی کلیاں بن کھلے ہی مرجھا جاتی ہیں۔ میں ایک اور بات بھی کہوں گا کہ جن ڈاکٹروں کو ہم نے RHCs اور BHUs میں appoint کیا ہوا ہے وہ incentive بھی لیتے ہیں اور ڈیوٹیاں بھی proper طریقے سے ادا نہیں کرتے۔ ان کا چیک اینڈ بیلنس بہت ضروری ہے اور اس کو دیکھا جائے۔ وہ غریب جس کو DHQs ہسپتال جانے کے لئے دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے ان کی بیماری کا بنیادی مسئلہ BHU یا RHC میں ہی حل کیا جائے۔ ادویات کی خریداری کے حوالے سے میں ایک بات یہ کہوں گا کہ پنجاب حکومت کی طرف سے پچھلے دنوں ایک پریکٹس شروع کی گئی تھی کہ ادویات کی Central purchase لاہور میں کی گئی جس کو کرپشن مافیا نے بالکل پسند نہیں کیا کیونکہ جب ضلعوں میں ادویات دی جاتی ہیں تو یہ لوگ اپنی مرضی سے دوائیوں کی لسٹ بناتے ہیں۔ ہم اس کو Central purchase کر دیں۔ ہمارے ہیلتھ سیکرٹری، ہیلتھ منسٹر اور کمیٹیاں ایسی دوائیوں کی لسٹ بنائیں جو بہت ضروری ہوں، ان ادویات کو یہاں سے ہی خرید اجائے اور یہاں سے ہی ان کے sample لئے جائیں۔ اس سے کرپشن میں کمی آئے گی اور جو معاملہ delay کا ہوتا ہے اس میں بھی بہت کمی آجائے گی۔ جب ہم سارا کچھ یہاں centrally کریں گے اور یہاں سے ادویات آگے supply کریں گے تو اس سے ایک تو ٹائم کم خرچ ہوگا اور دوسرا کرپشن میں بھی کمی آئے گی۔ جب وہاں بل لینے جاتے ہیں تو وہ لوگ اس کو جان بوجھ کر اپنی نکتہ چینی یا کئی وجوہات سے delay کرتے ہیں اس طرح سے لوگوں تک ادویات بروقت نہیں پہنچتیں۔ ایک انسان کی زندگی بچانے کا مطلب پوری انسانیت کو بچانا ہے۔ ریسکیو اور فائر بریگیڈ جیسے محکموں میں بھی ہمیں جدید چیزیں لے کر آنی چاہئیں تاکہ ہم دنیا کی نظر میں تماشا نہ بنیں۔ اگر کہیں آگ لگ جاتی ہے تو دو دو دن تک نہیں بجھائی جاتی جب تک کہ دوسری بلڈنگ بھی ساتھ نہ جل جائے۔ شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! کورم پورا کروائیں۔

جناب سپیکر: کورم، اللہ اکبر۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب میں floor ڈاکٹر ملک مختار احمد صاحب کو دیتا ہوں۔

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

جناب بلال اکبر بھٹی: جناب سپیکر! میرا ایک منٹ رہتا ہے۔

جناب سپیکر: No, sir آپ کا ایک منٹ کیسے رہ گیا ہے؟ آپ کی تو پہلے گھنٹی بج چکی تھی۔ بڑی مہربانی، ڈاکٹر ملک مختار احمد!--- موجود نہیں ہیں۔ next احسان الحق باجوہ صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر آگئے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی اور آج پھر گزارش کر رہا ہوں کہ میں آج صبح لیڈر آف اپوزیشن کی سیٹ پر گیا، میری specifically اسی بارے میں بات ہوئی کہ یہ ٹریژری بنچوں کا سیشن ہے اور نہ ہی اپوزیشن بنچوں کا سیشن ہے بلکہ یہ ایک بجٹ سیشن ہے۔ اسی بجٹ سیشن میں دونوں سائیڈوں کو تقریریں کرنے، اپنا point of view بیان کرنے اور اپنا side of the virgin بجٹ پر بتانے کی equal opportunity ملتی ہے---

جناب سپیکر: جی، اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!میں حیران ہوں کہ میری لیڈر آف اپوزیشن سے بھی بات ہوئی ہے لیکن بجٹ speeches کے دوران ایسے کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا یہ کتنی بڑی disservice ہے۔ To the people of Punjab and to the budget.

جناب سپیکر:نہیں،راجہ صاحب!ان کا right بنتا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):اپوزیشن ساری خود گھر چلی گئی اور یہاں پر اس چیز کو non serious لیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر:نہیں non serious،آپ ایسے نہ کریں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہے کہ بیٹھ کر اس چیز کو حل کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر:مہربانی،اب next speaker کو بولنے دیں۔جی، carry on please.

جناب احسان الحق باجوہ:جناب سپیکر!میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ سیشن میں اظہار خیال کا موقع دیا۔سب سے پہلے میں خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے فخرِ عالم اسلام قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے وژن کے عین مطابق غریب پرور اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔میں اس پر ان کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ملکی حالات کے باوجود 897۔ارب روپے کا علم دوست بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں تعلیم کے فروغ کے لئے 244۔ارب روپے،غریب عوام کے لئے 102۔ارب روپے،کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے شمسی توانائی اور Bio gas سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کی مد میں 7.5۔ارب روپے،قبرستان کے لئے 2۔ارب روپے،سماجی شعبہ جات کے لئے 91۔ارب روپے اور غریب عوام کو سبسڈی دینے کے لئے 36۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی good governance کی وجہ سے عوام نے 11۔مئی کو فیصلہ دیا ہے۔میاں محمد شہباز شریف وہ واحد لیڈر ہیں جنہوں نے صوبہ پنجاب میں deliver کیا اور آئندہ بھی deliver کریں گے۔میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے دن رات انتھک محنت کی جس پر تمام صوبوں کے لوگ برملا کہتے ہیں کہ ہمارے صوبے کا وزیر اعلیٰ بھی میاں محمد شہباز شریف جیسا ہونا چاہئے اور عوام کی یہ رائے میاں محمد شہباز شریف کے وژن کی عکاسی کرتی ہے۔میرا تعلق جنوبی

پنجاب کے ضلع بہاولنگر سے ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ضلع پنجاب کے باقی اضلاع کی نسبت پسماندہ ہے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے 93۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی ہے جو کل بجٹ کا 32فیصد حصہ ہے اور جنوبی پنجاب کی آبادی کے تناسب سے ایک فیصد زیادہ ہے اس پر ہم جنوبی پنجاب کے عوام قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

خادم اعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب میں جو پچھلی حکومت میں خدمات انجام دی ہیں اس میں جنوبی پنجاب میں وومن یونیورسٹی ملتان، غازی یونیورسٹی ڈی جی خان، ایگریکلچر یونیورسٹی بورے والا کیمپس، حاصلپور سے چشتیاں تک دانش سکولوں کے جال، ملتان اور بہاولپور کے ہسپتالوں کو اپ گریڈ کرنا، فروغ تعلیم کے لئے سکولوں اور کالجوں کو اپ گریڈ کرنا، تھانہ کلچر اور پٹوار میں تبدیلی اور صوبہ بھر میں تمام ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنا شامل ہیں۔یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی محبت اور انتھک محنت کا نتیجہ ہے کہ وہاں کے لوگوں نے مسلم لیگ (ن) کو بھاری اکثریت سے کامیاب کیا اور سرائیکی صوبہ کا نعرہ لگانے والے اور بلند و بانگ دعوے کرنے والے طالع آزماؤں کو بُری طرح مسترد کر دیا اور یکجا ہو کر قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی محبِ وطن اور ولولہ انگیز قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔گزشتہ دِنوں میرے اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ 4۔ارب روپے سے مکمل کروانے کی بات کی۔ میں گزارش کروں گا کہ اینٹ، پتھر، بجری اور لوہے سے عظیم الشان بلڈنگ تو تیار کی جا سکتی ہے لیکن گھروں کے اندھیرے کو روشنی میں کیسے تبدیل کیا جائے گا؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے لوگوں کو گھروں میں روشنی چاہئے یا عظیم الشان بلڈنگ؟ ہمارا گزارہ موجودہ اسمبلی میں ہو جائے گا، ہمیں لوگوں نے اپنے بنیادی اور اجتماعی مسائل حل کرنے کے لئے بھیجا ہے، اگر ہم نے پاکستان کے امن اور خوشحالی کے لئے صبر و شکر کے ساتھ گزارہ نہ کیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ہماری پہلی ترجیح گھروں کا اندھیرا اُجالے میں بدلنا اور خوشحالی کے لئے جدوجہد کرنا تھی اور میں چھوٹی سی دو تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! تقریر اس طرح سامنے رکھ کر پڑھنا ایوان کی روایت کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ points دیکھ رہے تھے۔ جی، آپ تقریر جاری رکھیں۔

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! ہمارے پنجاب کے چھتیس اضلاع میں سے صرف چار اضلاع میں محکمہ اریگیشن، پیڈا کے ممبر اور نہروں پر ایف او مقرر کئے گئے ہیں وہ پورے چار اضلاع میں بھی نہیں ہیں صرف چند نہروں پر ہیں، جو ایف او کے ممبر بنے ہوئے ہیں وہ انتہائی کرپشن کر رہے ہیں، ہماری tails پر پانی نہیں پہنچ رہا ہے لہذا مہربانی فرما کر ایف۔او اور پیڈا کے نظام کو ختم کیا جائے یا پھر صوبہ بھر میں لاگو کیا جائے۔اس کے علاوہ میری ایک تجویز یہ ہے کہ مہربانی کر کے خاص طور پر محکمہ صحت کے لئے ضلع اور تحصیل میں ایڈمن پوسٹوں پر ڈاکٹر صاحبان کی بجائے اٹھارہ، انیس گریڈ کے افسران تعینات کئے جائیں جو عوام کی خدمت کر سکیں۔آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آئیں ہم سب مل کر مثبت اور تعمیری سوچ کے ساتھ عوام کی تقدیر بدلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔بہت شکریہ

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! میں ایک شعر آپ کی نذر کروں گا:

اداس نہ ہو اے وطن کی پاک زمین
ہم آ گئے ہیں تجھے سنوارنے کے لئے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جناب غزالی سلیم بٹ صاحب!

جناب غزالی سلیم بٹ: جناب سپیکر! میں نہایت قابل احترام وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میرے انتہائی قابل احترام میاں محمد شہباز شریف جو واقعی ہی خادم اعلیٰ پنجاب ہیں ان کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں بجٹ کے حوالے سے دو تین تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس میں سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ہم زراعت کے حوالے سے بہت بحث کرتے ہیں لیکن میرے خیال میں اصل point کی طرف کسی نے روشنی نہیں ڈالی، اصل point یہ ہے کہ زراعت کے لئے ہمیں جو کھاد میسر ہے وہ اتنی مہنگی ہے کہ زراعت کی ضرورت کبھی بھی پوری نہیں کر سکتی اور ہم لوگ وہاں سے جو output لینا چاہتے ہیں وہ کبھی بھی نہیں ملے گی۔آپ کی وساطت سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت کے لئے ہمارے یہاں جو فرٹیلائزر ہے اور جو کارخانے لگے ہوئے ہیں ان کو proper طریقے سے چلنا چاہئے جیسا کہ وہ پہلے چلتے تھے اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری گیس ہے اگر ان کو چوبیس گھنٹے گیس ملے گی تو ہم لوگ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر قابو پالیں گے۔کچھ مافیا کے لوگ جو مل کر باہر سے فرٹیلائزر منگواتے ہیں اور یہاں پر 2ہزار روپے کی بوری 8ہزار روپے میں فروخت ہوتی ہے اس پر کنٹرول کیا

جائے، یہ میری آپ سے درخواست ہے۔ دوسری بات جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ صحت کے حوالے سے ہے، صحت کے بارے میں ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب کی پالیسی بہت واضح ہے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپنے لیڈر کو کہ انہوں نے صحت کے حوالے سے جو بھی کام کئے ہیں ان پر مثبت اور شاندار انداز سے implement بھی ہو رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے قائد سے، میں اور میرے حلقے کے لوگ بے حد مطمئن ہیں اور ان کا جو vision ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو پورا بھی کیا جائے گا اور پورا ہو بھی رہا ہے۔ میں ایک اور بات جو آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں سب سے پہلے پینے کا صاف پانی میسر ہونا چاہئے جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلتی ہیں اور ہسپتالوں میں رش رہتا ہے۔ میرا حلقہ ایک پسماندہ حلقہ ہے وہاں پر سب سے زیادہ ضرورت پینے کے صاف پانی اور فلٹریشن پلانٹ کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ واسا کو یہ ensure کیا جائے کہ وہ سب سے پہلے یہ کام کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں صحت کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ صحت کے حوالے سے جو ہماری پالیسی ہے اس کے اوپر من وعن عمل ہونا چاہئے۔ ہمارا بجٹ صحت کے بارے میں اور دوسری چیزوں کے بارے میں بہت اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم صحت کے مسائل پر قابو بھی پالیں گے اور ترقی بھی کریں گے۔ آج جو کام روزگار کے حوالے سے میاں محمد شہباز شریف نے کیا ہے میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، اس سے پہلے جب ہماری وفاقی حکومت نہیں تھی تو ہمیں چار سے چھ گھنٹے light ملتی تھی اب الحمد للہ ہمارے کارخانوں کو چودہ گھنٹے consecutive light مل رہی ہے جس کی وجہ سے روزگار بہتر ہو رہا ہے اور اگر روزگار بہتر ہو گا، بے روزگاری ختم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ دنیا میں اور پاکستان میں بالکل اسی طرح ہو گا جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ لوگوں کو بجلی میسر آئے گی، لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار ملے گا اور وہ اپنے بچوں کو بہتر سے بہتر تعلیم اور صحت کی سہولت دے سکیں گے۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: غزالی سلیم بٹ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، چودھری یاسین سوہل!

چودھری یاسین سوہل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یا اللہ تیرے نام سے آغاز کرتا ہوں
بندہ ہوں تیرا لیکن بندگی پر ناز کرتا ہوں

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا کہ میں بجٹ پر بحث کر سکوں۔ بجٹ پر بحث کرنے سے پہلے میں ایک سرائیکی کا شعر ضرور پڑھوں گا:

لفظاں دے شہر والو چپ دی وبا کوں روکو
ورنہ اے ڈین ھک ڈیہنہ بستیاں اُجاڑ ڈیسی

جناب سپیکر! ہمیں بولنا چاہئے، ہمیں چپ نہیں رہنا چاہئے اور ہمیں سچ بولنا چاہئے۔ جب تک ہم اس اسمبلی میں، جس میں ہمیں پنجاب کے کروڑوں عوام نے بھاری mandate دے کر بھیجا ہے، جب تک ہم سچ نہیں بولیں گے اور مثبت تنقید نہیں کریں گے اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بجٹ پر بحث تو اس قلیل وقت میں نہیں کی جا سکتی اور clause by clause اس پر بحث نہیں ہو سکتی لیکن میں چند باتیں بجٹ کے بارے میں کروں گا اور اس کے بعد کچھ حلقے کے مسائل کی نشاندہی کروں گا۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہم آپ کے ضلع میں بھی خدمت کرتے رہے ہیں۔ روجھان، راجن پور میں جب جام پور ڈوبا ہوا تھا ہم اس وقت ان پانیوں میں تھے اور آپ نے ہمیں دیکھا تھا بلکہ آپ بھی ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ کوٹ چھٹہ تک ہم گئے، کہاں کہاں ہم نہیں گئے؟ ڈیڑھ ماہ اور پورے ماہِ رمضان میں ہم وہاں پر رہے، ہم نے روزے بھی وہاں پر رکھے بلکہ نماز عیدالفطر جام پور میں آپ کے ساتھ ادا کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ خادمِ پنجاب کی ان کاوشوں کو بھلایا نہیں جا سکتا وہ تو یقیناً بہت بڑے خادم ہیں، بہت خدمت کرتے ہیں اور میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور یہ بات دن رات اپنے بھائیوں سے بھی کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے لئے آپ دعا کریں، جو دن کو سوتے ہیں اور نہ رات کو سوتے ہیں بلکہ وہ دِن رات پنجاب کے عوام کی خدمت کرنے کے لئے جاگ رہے ہیں۔ 11۔ مئی کو پنجاب کے عوام نے جو مہر بیلٹ پیپر پر لگائی ہے وہ مہر بیلٹ پیپر پر نہیں لگی وہ شیر پر بھی نہیں لگی بلکہ وہ ہمارے دِلوں پر لگی ہے اور ہمیں اس بات کا ادراک ہے۔ پنجاب کا بجٹ، جس صوبے میں مسائل اتنے زیادہ ہوں، بجلی نہ ہو، جہاں امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہو، جہاں پر ایک طرف تو ڈی ایچ اے کے لوگ شاہانہ زندگی بسر کر رہے ہوں دوسری طرف ڈی ایچ اے کے پار لوگ سسک سسک کر زندگی گزار رہے ہوں تو وہاں پر بجٹ پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ خادمِ اعلیٰ پنجاب نے ان حالات میں جو بجٹ پیش کیا ہے اگر اس پر ان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو یہ کفرانِ نعمت ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو جو خادمِ اعلیٰ پنجاب نے ہمیں دیا ہے اس میں جو رقوم رکھی گئی ہیں ان کو من و عن

خرچ کر دیا جائے اور اس کی leakage نہ ہو تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پیسے کافی ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے اور میں اس بات کو بھی مانتا ہوں کہ یہ رقوم چرالی جاتی ہیں اور پورے پیسے خرچ نہیں ہوتے لہذا جہاں جہاں leakage ہے وہاں اس leakage کو روکنے کی ضرورت ہے۔ اکیلے خادمِ اعلیٰ پنجاب یہ کام سرانجام نہیں دے سکتے اس کے لئے تمام ممبران اسمبلی کو اس میں اپنا حصہ ڈالنا ہوگا اور ان کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا تاکہ پنجاب کے عوام جنہوں نے ہمیں اعتماد کا ووٹ دیا ہے ہم ان کی خدمت کر سکیں۔ میرا ٹائم ختم ہو گیا ہے لیکن میں آپ کا ایک منٹ لوں گا۔ ایک تو میرے حلقے میں بابِ پاکستان ہے۔ بابِ پاکستان جس کو چودھری پرویز الٰہی جاتے جاتے کور کمانڈر کو دے گئے تھے یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے اور ابھی ادھورا پڑا ہے۔ بابِ پاکستان کو فی الفور مکمل کیا جائے اور اس کے لئے بجٹ میں رقم رکھی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری یاسین سوہل: دوسری بات میں ڈی ایچ اے کے بارے میں کرنا چاہوں گا کہ ڈی ایچ اے کے اندر بہت ساری سرکاری زمینیں ہیں، نہریں ہیں، کھال ہیں اور اس کے علاوہ صوبائی حکومت کی زمین ہے۔ جو وفاقی حکومت کی زمین ہے، سکول ہیں اگر وہ زمین ہم ڈی ایچ اے سے واگزار کروالیں تو صوبے کی خدمت ہو گی۔ میں میڈیا والوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ اپنی توپوں کا رُخ ڈی ایچ اے کی طرف بھی کریں اگر آپ وہ زمین واگزار کروالیں تو یقیناً پورا پنجاب ترقی کر سکتا ہے کیونکہ وہ اربوں روپے کی زمین دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور غریب آدمی پانچ مرلے پر قبضہ کرے تو وہ قبضہ گروپ کہلاتا ہے، ان پر ہاتھ ڈالنا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا لیاقت علی صاحب!

رانا لیاقت علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم پاکستان اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب بننے پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ قائد محترم کے سنہری اصولوں، جناب خادم اعلیٰ پنجاب کی سو فیصد میرٹ والی پالیسی اور دن رات کی محنت رنگ لائی ہے۔ آج پاکستان اور پنجاب کے مشکل ترین دور میں وزیر خزانہ پنجاب نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے جس میں پاکستان کے غریب کے لئے چھت، روزگار، خوراک اور علاج معالجہ کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہاں پر میں یہ عرض ضرور کرنا چاہوں گا کہ میرا تعلق ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور سے ہے۔ میرے حلقہ میں چونڈہ ٹاؤن ہے، جب بہادری اور جرأت کا نام لیا

جائے تو شہدائے چونڈہ کا نام آتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا اور تجویز دینا چاہوں گا کہ پلیز! اس شہر میں، اس ٹاؤن میں ان شہداء کے نام سے ایک یادگار پارک بنایا جائے۔ وہاں کی پچاس ہزار آبادی کے لئے، نوجوانوں کے لئے ایک بہترین سٹیڈیم بنایا جائے تاکہ وہ یادگار سٹی بن سکے اور پنجاب کا تاریخی اور خوبصورت شہر بن سکے۔ میں اپنے حلقہ کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا میرا حلقہ انڈیا اور کشمیر کی بارڈر بیلٹ پر ہے۔ اس حلقہ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے بہت زیادہ کام کروائے ہیں تو میری ان سے یہ گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں جتنے سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں کی عمارات تقریباً تیار ہیں ان کے آخری مرحلے کو مکمل کروا کر وہاں پر سٹاف تعینات کیا جائے اور کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ میں یہاں پر اوورسیز پاکستانیوں کے متعلق بات کرنا چاہوں گا کیونکہ میں نے زندگی کے پچیس سال مزدوری کی غرض سے جرمنی میں گزارے ہیں۔ ان اوورسیز پاکستانیوں کو پاکستان میں، خصوصاً پنجاب میں عزت اور مال کا تحفظ فراہم کیا جائے کیونکہ وہ ہماری فوج ہے جو پاکستان سے باہر رہ کر دیارِ غیر میں پاکستان کے لئے خون پسینہ ایک کر کے اس ملک کے لئے کام کرتے ہیں۔ سابقہ مرکزی حکومت میں ایک جعلی، ملک وزیر تھا جس نے اوورسیز کے لئے کال دو سینٹ سے بڑھا کر سات سینٹ کی کر دی اور grey routing کا اربوں روپے ہڑپ کر لیا ان لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور اربوں روپے ہڑپ کرنے والے لوگوں کا telecommunication کے ذریعے احتساب کیا جائے۔ میں اوورسیز پاکستانیوں کی طرف سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کے لئے کال ریٹ مناسب کیا جائے اور جب وہ پاکستان میں آئیں تو ان کے مسائل کی توجہ کے لئے ایک خصوصی کمیشن تیار کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ میں سب سے پہلے پنجاب کے منتخب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ان کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے 14-2013 کا ایک مثالی بجٹ پیش کیا ہے۔ آج جب ہمارا ملک اتنے مسائل میں گھرا ہوا ہے لیکن اس میں ایک خوشی کی، ایک امید کی جو کرن ہمیں نظر آتی ہے وہ ہے جمہوریت۔ آج پنجاب کے رہنے والے لوگوں کے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ ایک جمہوری حکومت، ان کی منتخب کی ہوئی حکومت، ان کے لئے، ان کے مسائل کے حل کے لئے، یہ بجٹ پیش کر رہی ہے۔ ہم نے آمریت کا دور بھی دیکھا

ہے لیکن پنجاب کے لوگوں نے جو بہترین فیصلہ کیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج وفاق میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت موجود ہے، آج میاں محمد نواز شریف پاکستان کے وزیراعظم ہیں۔ مجھے یہ بات بتاتے ہوئے بڑا فخر محسوس ہو رہا ہے کہ پچھلے پانچ سال میں ہم جو مختلف اداروں میں reforms لے کر آئے، چاہے وہ تعلیم میں تھیں یا باقی اداروں میں، جب ہم پچھلے دور میں 18۔فروری کو منتخب ہو کر آئے تو یہاں معزز ممبران نے کہا کہ جناب! آپ کی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ وہاں سکولوں میں گائے بھینسیں بندھی ہوئی ہیں۔میرے بھائی! آپ 2002 اور 2007 کی بات کیوں نہیں دیکھتے؟ آپ نے نہیں دیکھا کہ وہاں سکولوں میں کیسے گائے اور بھینسیں بندھی ہوئی ہوتی تھیں؟ ہم نے تو تعلیم میں ایمرجنسی نافذ کی، تعلیم کے اندر اصلاحات لے کر آئے، ہم نے غریبوں کے بچوں کو دانش سکول دیا، ہم گورنمنٹ کے سکولوں میں وہ reforms لے کر آئے جن کی آج بھی مثالیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کو لے لیں تو کیا ہم نے سرکاری ہسپتالوں میں مفت ادویات provide نہیں کیں؟ ناقدین تو یہاں تک بات کرتے رہے کہ کسی ہسپتال میں مفت ادویات نہیں ہیں لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ آپ ان سرکاری ہسپتالوں میں جا کر تو دیکھیں، آپ تو باہر رہ کر ان غریبوں کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے جہاں پر انہیں حکومت پنجاب نے مفت ادویات دیں، جہاں پر حکومت پنجاب نے انہیں مفت علاج دیا، جہاں پر میاں محمد شہباز شریف نے غریب عوام کی بات سنی۔

جناب سپیکر! ہم نے سستی روٹی سکیم غریبوں کے لئے دی، ہم نے subsidies دیں، ہم نے رمضان پیکیج دیئے۔ الحمد للہ یہ ہماری تمام ایسی اصلاحات تھیں، ایسے تجربے تھے جن کو پنجاب کی عوام نے منظور کیا اور اس کے نتیجے میں آج پاکستان میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے۔ ہم پر تنقید کرنے والے، پنجاب حکومت پر تنقید کرنے والے پہلے یہ سوچ لیں، میرے لئے یہ بڑے معزز ممبر ہیں یہ سوچ لیں کہ ان کو عوام نے اپنے مسائل کے حل کے لئے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ہمیں آج بھی اسی محنت سے کام کرنا ہے اور ہم کرتے رہیں گے چاہے ہم پر تنقید کی جاتی رہے یا نہ کی جائے لیکن ہم اس کی پروا نہیں کریں گے اور ہم ہر صورت پنجاب کی عوام اور پاکستان کے لئے کام کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آخری بات کریں چونکہ لسٹ بہت لمبی ہے اس لئے مہربانی کر کے wind up کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی بات کہہ کر اجازت چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہربانی

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں جانے سے پہلے جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے جو فنڈز دیئے ہیں، ہم نے سیلاب میں وہاں آپ کے ساتھ بھی کام کیا اور آج بڑی خوشی کے ساتھ بات کر رہی ہوں کہ آپ بھی جنوبی پنجاب سے ہیں اور یہاں پر ڈپٹی سپیکر کی صورت میں موجود ہیں، جنوبی پنجاب کے لوگوں کو آپ پر فخر ہے، مسلم لیگ (ن) کی حکومت پر فخر ہے کہ آپ یہاں موجود ہیں۔انشاء اللہ ہم اسی طرح یہاں پر جنوبی پنجاب کی عوام کے مسائل کی بات کرتے رہیں گے اور یہاں پر جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے بھی کام کرتے رہیں گے۔

شیوہ نہیں ہے اپنے مفادات کی تلاش
ہم خدمت بشر کا عزم لے کر آئے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، میاں عرفان دولتانہ صاحب!

MIAN IRFAN DAULTANA: Bismillah Al-Rehman Al-Raheem. First of all I would like to thank Hon'able Speaker and I would like to congratulate the Chief Minister Punjab and the Finance Minister for giving such a good budget in which the Southern Punjab is also kept on priority basis and all the policies are made which are in the best interest for both the areas of Northern and Southern Punjab. Inspite of all the problems like power shortage, terrorism and 82 billion deficit from the Federal Government, the Punjab….

جناب ڈپٹی سپیکر: دولتانہ صاحب! انگلش میں بات کرنے کے لئے آپ کو پہلے permission لینی چاہئے۔

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! میں اردو میں بات کرتا ہوں۔فیڈرل گورنمنٹ کا 82 ملین روپے کا shortfall آیا ہے جو پچھلی دفعہ فیڈرل گورنمنٹ نے نہیں دیا اس کے باوجود پنجاب حکومت نے صوبہ کو sustain کیا بلکہ اس دفعہ بہترین بجٹ دینے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو بہت بہت مبارک ہو۔ میں نے بجٹ پڑھنے کے بعد سب سے بہترین چیز دیکھی ہے کہ یہ غریبوں کا بجٹ ہے، اس پر focus کیا گیا ہے کہ غریب اور مڈل کلاس طبقہ کو relief دیا جائے اور انہیں tax net یا کسی لحاظ سے

economically in strain میں نہ ڈالیں۔اس کے علاوہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی پالیسی ہے کہ corruption free ماحول بنایا جائے تھانوں اور کچہریوں سے کرپشن کا خاتمہ کیا جائے۔ میرے مطابق یہ بہت اچھا اقدام ہے، آپ جنوبی پنجاب سے ہیں اور میں بھی، ہم ریونیو ریکارڈ کے حوالے سے جو face کر رہے ہیں کہ پٹواری حضرات جس طرح لینڈ مافیا بنے ہوئے ہیں اور ہم سب بے شک ایم این ایز، ایم پی ایز بھی ہوں یا کسی بھی درجے کا کوئی ہو وہ ان کے آگے مجبور ہوتا ہے۔ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی جو کاوش ہے اللہ کرے کہ 2014 تک یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو جائے تو یہ کرپشن کے خاتمے اور ریکارڈ کے لحاظ سے بہت بڑی revolution ہو گی (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے غریب عوام کے لئے جو چیزیں دی ہیں like subsidy on wheat اس کے علاوہ دانش سکول، پنجاب انڈوومنٹ فنڈ اور low income والے غریب لوگوں کو گھروں کی فراہمی اور ہیلتھ انشورنس کارڈ جو میرے مطابق پاکستان کے لحاظ سے ایک خواب تھا۔ باہر کے ملکوں میں یہ چیز سننے میں آتی تھی، ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کی facility provide کریں تو یہ غریب لوگوں کے لئے ایک بہت بڑا relief ہو گا۔اس کے علاوہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، سولر لیمپس پر جو subsidy دی جا رہی ہے ماشاء اللہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہمارے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے جس طرح کا بجٹ دیا ہے یہ ایک عوام دوست بجٹ ہے، غریبوں کا بجٹ ہے اور آنے والے وقتوں میں ہمیں یہ پتا چلے گا کہ اس میں غریب لوگوں کو، ہمارے مڈل کلاس بھائیوں کو کتنا relief ملے گا اور آنے والے پانچ سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان مسلم لیگ کے ہی ہوں گے۔

جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق ضلع وہاڑی سے ہے، میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ پچھلے tenure میں میاں شہباز شریف صاحب نے COMSATS یونیورسٹی وہاڑی کو دی، انڈسٹریل سٹیٹ کا قیام ہوا، لڈن ٹبہ روڈ کا قیام ہوا، وہاڑی میں ہمارے پاس ایک ہی ہسپتال ہے جو چالیس پچاس لاکھ کی آبادی کے لئے ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! wind up کریں۔

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! پہلے بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاڑی اور جنوبی پنجاب کو بڑے خوش آئند طریقے سے فنڈز دیئے ہیں اور میں آگے بھی امید رکھوں گا کہ آنے والے budget میں

میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جنوبی پنجاب کو priority پر رکھیں گے اور بڑھ چڑھ کر فنڈز دیں گے چونکہ جنوبی پنجاب کو فنڈز کی بڑی ضرورت ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی عمران ظفر صاحب!

حاجی عمران ظفر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصّلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ الحمد للہ آج وفاق اور پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی جو حکومت بنی ہے اس پر خادم اعلیٰ پنجاب کی میرٹ پالیسی کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب کے پچھلے دور میں سو فیصد میرٹ کی بنیاد پر لوگوں کو سہولتیں ملی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ ایک متوازن اور غریب عوام کے لئے بہترین بجٹ ہے۔ میں یہ بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! دانش سکولوں کا قیام پچھلے دور میں شروع ہوا اور اب تک چودہ دانش سکول قائم ہو چکے ہیں۔ اس سال چھ نئے دانش سکول بنائے جائیں گے جن کے لئے 3-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ مجھے ان سکولوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ بچے جن کا کوئی سہارا نہیں اور وہ بچے جن کے والدین کی آمدنی بہت کم ہے آج الحمد للہ ان سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ وہ بچے جن کو دانش سکول جیسے سکولوں کے گیٹ کے اندر جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی آج وہ دانش سکولوں میں بہترین تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے لئے اس بجٹ میں 2-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہترین قدم اور شعبہ تعلیم کے ساتھ محبت اور دوستی کا ثبوت ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا اور تیرہ لاکھ بچے سرکاری خرچ پر پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے لئے اس سال 7-ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اس پر بھی میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! لیپ ٹاپ سکیم کے تحت پچھلے دو سالوں میں الحمد للہ اڑھائی لاکھ بچوں کو سو فیصد میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اُجالا سکیم میں بہترین سولر پینل دیئے گئے۔

یہ دونوں سہولتیں حکومت پنجاب کی طرف سے مہیا کی گئی ہیں۔ امیروں کے بچے تو اپنے باپ کی کمائی سے یہ سہولت لے سکتے تھے لیکن کیا غریب کے بچے کو بھی یہ سہولت نہیں ملنی چاہئے تھی؟ الحمد للہ خادم اعلیٰ پنجاب نے اپنی میرٹ پالیسی کی وجہ سے امیر اور غریب کے درمیان اس تفریق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت میں ہیلتھ انشورنس کارڈ جاری کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور اس کے لئے 4۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ سکیم چار اضلاع میں شروع ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی سکیم ہے لہذا اس کو صرف چار اضلاع میں نہیں بلکہ پورے پنجاب میں لاگو کیا جانا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ صاف پانی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ہمارے ملک میں زیادہ تر بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے ہیں۔ صاف پانی کے لئے 10۔ ارب اور 87 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا ایک بہترین قدم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سے پنجاب کے عوام فائدہ حاصل کریں گے۔ ہمارے پنجاب میں گردے کے بے شمار مریض ہیں جبکہ اس کے لئے صرف 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میری وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے گزارش ہے کہ اس مد میں زیادہ سے زیادہ پیسے رکھے جائیں کیونکہ گردے کے مریض کو dialysis کروانا پڑتا ہے اور اس کا کم از کم ماہانہ خرچہ بیس سے پچیس ہزار روپے ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے wind up کر لیں۔

حاجی عمران ظفر: جی، بہتر ہے۔ میں اپنے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو ایک مرتبہ پھر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیں اپنے ملک کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں طاہر صاحب!

میاں طاہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، اپنے بھائی وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی پوری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 897۔ ارب 56 کروڑ روپے کا غریب دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پچھلے پانچ سال سے پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف نے غریب پر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں جو غریب دوست بجٹ پیش کئے گئے ہیں ان کی مثال پنجاب کی تاریخ میں پہلے نہیں ملتی۔ گیارہ ماہ کی کم ترین مدت میں میٹرو بس کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ اس

بجٹ میں کچھ دوسرے شہروں میں بھی میٹرو بس سروس مہیا کرنے کا اعلان کیا گیا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے یہ منصوبے بھی اپنی مقررہ مدت میں پایۂ تکمیل تک پہنچیں گے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 93۔ارب روپے کی گرانٹ رکھی گئی ہے۔ابھی میرے بھائی سیلاب کے حوالے سے بات کر رہے تھے کہ جب پچھلے سال جنوبی پنجاب میں سیلاب آیا تو مسلم لیگ کی حکومت نے وہاں پر لوگوں کی بہت خدمت کی تھی۔ میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ عیدالفطر کے دن میں اور میرا بھائی عابد شیر علی ہم دونوں سیلاب زدگان کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لئے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ وہاں پر گئے تھے۔ میں فیصل آباد کے ان تمام شہریوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہماری کال پر ہمیں 6 کروڑ روپے کی لاگت سے راشن دیا اور وہ ہم نے اپنے سیلاب زدہ بھائیوں کے گھروں میں پہنچایا۔ وہاں پر گاڑیوں کے راستے تک موجود نہیں تھے لیکن ہماری ٹیم نے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اللہ کے فضل سے ان لوگوں کے سروں پر جا کر ہاتھ رکھے تھے۔ اس وقت وہاں پر میاں محمد شہباز شریف کے علاوہ پاکستان کا کوئی دوسرا حکمران نہیں پہنچا تھا۔ میں دعا گو ہوں کہ ایسا سیلاب دوبارہ نہ آئے اور انشاء اللہ ہم ایسا وقت آپ پر نہیں آنے دیں گے لیکن اگر کوئی ایسی مشکل پیش آئی تو ہم آپ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں گے جو کہ ہمارا فرض بھی بنتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے شعبہ تعلیم کے لئے بجٹ میں ایک خطیر رقم مختص کی ہے اس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں میرے علاقے فیصل آباد میں کئی ایسے سکول موجود ہیں۔ جن میں آج بھی بچے بے چارے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں تو وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے میری گزارش ہو گی کہ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے اُس کے بچوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیتے ہوئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے تاکہ غریبوں کے بچے بھی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر آسکیں۔ اسی طرح کسانوں کے حوالہ سے یہاں پر میرے بھائیوں نے تقریریں کی ہیں کہ دو ہزار روپے کی کھاد کی بوری آج آٹھ ہزار روپے میں مل رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ مہربانی کر کے Price Control Committee بنائی جائے جو کسانوں کو پوری قیمت پر کھاد اور بیج مہیا کر سکے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا تو اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ!

محترمہ کنول نعمان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو وزیراعظم پاکستان، اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو وزیراعلیٰ پنجاب، آپ کو ڈپٹی سپیکر اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو وزیر خزانہ بننے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث تو کافی دنوں سے چل رہی ہے۔ اپوزیشن تنقید برائے تنقید کر رہی ہے اور ہم حزب اقتدار اُن کی تنقید خلوصِ دل سے سُن بھی رہے ہیں اور اُس کی وضاحتیں بھی پیش کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن بھی یہ بات جانتی ہے کہ جن نامساعد حالات میں ہمیں حکومت ملی ہے ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر یہ بہت اچھا بجٹ نہیں ہے تو یہ بجٹ مناسب ضرور ہے کیونکہ ان حالات میں اس سے زیادہ متوازن بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال اس سے بھی زیادہ بہتر بجٹ پیش کریں گے اور عوام کو اس سے بھی زیادہ relief دیں گے لیکن ان حالات میں یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پچھلے چھ سال سے بحیثیت جوائنٹ سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ (ن) سے منسلک ہوں اور میں اپنے قائدین کی بہت مشکور ہوں جنہوں نے مجھے ٹکٹ دے کر اس ایوان میں بھیجا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں یہاں پر اپنی کمیونٹی کی نمائندگی کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کی بھی نمائندگی کر رہی ہوں اور definitely یہاں پر جتنے بھی معززین بیٹھے ہیں اُن اٹھارہ کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں تو میں نے یہاں پر بہت سے issues دیکھے ہیں، میں یہ دو چار باتیں اپنے وزیر خزانہ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں heart patient بچوں کی ratio بہت زیادہ ہے۔ چلڈرن ہسپتال لاہور جہاں بچوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے وہاں مریض بچے کے آپریشن کی باری پانچ چھ سال کے بعد آتی ہے۔ اب یہ غور کیجئے کہ جن والدین کو یہ پتا چلتا ہے کہ اُن کا بچہ heart patient ہے اُس کا علاج آپریشن ہے لیکن اُس کی باری پانچ چھ سال کے بعد آئے گی تو مہربانی فرما کر یہ بتا دیجئے کہ اُن والدین کے دلوں پر کیا گزرتی ہو گی۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ اس پر بھرپور توجہ دیتے ہوئے اس کا کوئی independent institute بنا دیں یا پھر ہر ہسپتال میں بچوں کے اتنے زیادہ وارڈز بنا دیں کہ کسی مریض بچے کو اتنی long term کے لئے انتظار نہ کرنا پڑے اور یہ نہ ہو کہ جب اُس کی باری آئے تو خدانخواستہ وہ بچہ expire ہو چکا ہو۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی دوسری توجہ liver transplant کی طرف دلانا چاہوں گی۔ چلڈرن ہسپتال میں اُس کا وارڈ تو بن رہا ہے لیکن ابھی مکمل نہیں ہوا۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے

کہ اگر وہ وارڈ مکمل بھی ہو جاتا ہے تو ہمارے پاس man power کی کمی ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ہمارے ڈاکٹروں کو liver transplant کے fresh course کے لئے باہر کے ممالک میں بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں سے سیکھ کر آئیں اور اپنے ملک کے مریض بچوں کی خدمت کر سکیں تاکہ وہ لوگ جو اپنے بچوں کا علاج کروانے کے لئے انڈیا نہیں جا سکتے، انگلینڈ یا امریکہ نہیں جا سکتے اُن کو اپنے ملک میں liver transplant کرانے کی facility ملے کہ چاہے وہ کسی مزدور کا بچہ ہو، کسی غریب کسان کا بچہ ہو یا کسی غریب ملازم کا بچہ ہو جو afford نہیں کر سکتا وہ اپنے ملک میں رہ کر اپنے بچے کی بیماری کا علاج کروا سکے۔

جناب سپیکر! میں نے ایک تیسری بات note کی کہ اتنے بڑے شہر لاہور میں صرف ایک لیڈیز پولیس تھانہ ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت کم ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہر علاقے میں ایک لیڈیز تھانہ بنایا جائے تاکہ جو خواتین لیڈیز تھانہ ریس کورس سے دُور رہتی ہیں وہ اپنے علاقہ کے لیڈیز پولیس تھانہ میں جاکر اپنی شکایات درج کرا سکیں اور اُنہیں مردوں کے کسی تھانہ میں نہ جانا پڑے۔ اس بات کا خیال مجھے اُس وقت آیا جب تھانہ نواب ٹاؤن میں ایک اہلکار نے ایک خاتون کے ساتھ تشدد کیا جو کہ بہت ہی غلط بات ہے۔ اُس خاتون کو لیڈیز پولیس تھانہ میں بھیج دیا جاتا یا کوئی خاتون کانسٹیبل اُس کی تفتیش کرتی اس لئے میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ لیڈیز پولیس تھانوں کی تعداد بڑھائی جائے تاکہ خواتین وہ ملزم ہوں یا مجرم ہوں اُنہیں لیڈیز پولیس ہی handle کرے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات یہ کہنا چاہوں گی کہ being a mother of a special child ہمارے ملک میں سپیشل بچوں کے لئے کوئی boarding school نہیں ہے تو وہ والدین جو کام پر گھر سے باہر جاتے ہیں اُن کے لئے سپیشل بچے کو سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ہے تو جہاں normal بچوں کے لئے اتنے سارے بڑے سکول بنے ہیں کیا پاکستان میں سپیشل بچوں کے لئے کوئی Govt. Boarding School نہیں بن سکتا؟ آپ یقین مانئے کہ being a special mother مجھے یہ احساس ہے کہ اگر میرا بچہ گھر میں ہے تو اُسے کیا کیا problems ہوں گے لیکن الحمدللہ میرے بیٹے کے لئے کوئی problem نہیں ہے اُس کو صرف speech کا مسئلہ ہے لیکن وہ بچے جو کروٹ نہیں بدل سکتے، وہ بچے جو خود کھانا نہیں کھا سکتے، وہ بچے جو واش روم نہیں جا سکتے اور اُنہیں ہر وقت اپنے والدین کی ضرورت رہتی ہے۔ اگر یہ Boarding School قائم کر دیا جائے اور وہاں پر

اُنہیں یہ facility دے دی جائے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ حکومت کی طرف سے سپیشل بچوں کے والدین کے لئے یہ بہت اچھا کام ہوگا اور ایک صدقہ جاریہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آخری ایک چھوٹی سی گزارش یہ کرنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں چلڈرن ہسپتال صرف دو یا تین شہروں میں ہیں لیکن سب سے زیادہ specialties and doctors چلڈرن ہسپتال لاہور میں ہیں تو میں یہ چاہوں گی کہ ہمارے تمام اضلاع میں ایک چلڈرن ہسپتال بنا دیا جائے اور وہاں پر وہ تمام facilities دی جائیں جو لاہور کے چلڈرن ہسپتال کو ملی ہوئی ہیں تاکہ وہاں کے مریض بچے اپنے ہی اضلاع میں مستفید ہو سکیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں قائد پاکستان اور مسیحائے پاکستان میاں محمد نواز شریف کو، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو، جناب سپیکر کو، آپ کو اور تمام وزراء کی ٹیم کو مبارکباد دیتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ مجھ سے پہلے میرے جتنے بھی فاضل ممبران نے بجٹ تقاریر کیں اُن سب سے اتفاق کرتے ہوئے میری ایک request ہے کہ اس وقت ملک کی جو معیشت ہے اُس پر ہم وہ بجٹ دیں جو صرف maintenance کے قابل ہو۔ میری گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام معزز ممبران کو اس بات پر اتفاق ہونا چاہئے کہ ہمیں یہ تمام فنڈز انرجی بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے صرف کرنے چاہئیں کیونکہ آج پنجاب ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کی معیشت اور ہر چیز کا مسئلہ اس وقت لوڈشیڈنگ ہے۔ اگر ہم ان حالات میں لوڈشیڈنگ پر قابو نہ پا سکے تو پھر میرے منہ میں خاک کہ "لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی" والی بات ہو گی۔ قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے پانچ سال میں اپنی انتھک محنت، پالیسیوں اور میاں محمد نواز شریف نے اپنے دوٹوک رویے اور اصولی سیاست سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اس ملک میں کوئی محب وطن قیادت ہے تو وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) ہے اور اگر کوئی محب وطن لیڈر ہے تو میاں محمد نواز شریف ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے اور اس بات کو زندہ رکھنے کے لئے کہ "ہم ہی ہیں وہ لوگ جو محب وطن ہیں" تو ہمیں سب سے پہلے لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے کام کرنا ہوگا، اس کے لئے پالیسیاں بنانی ہوں گی۔ میاں محمد شہباز شریف کی پچھلے پانچ سال کی دن رات محنت کا ثمر نہ صرف پنجاب میں ہے بلکہ پورے پاکستان میں ہے۔ میں یہ بات بانگ دہل کہہ رہا ہوں کہ:

یہ راز مجھ پہ کھول اے چارہ گر میرے
دوسروں کے پیڑ پہ کیوں لگتے ہیں ثمر میرے

جناب سپیکر! پنجاب کی محنت کا اثر آج پورے پاکستان پر ہے اور یہ سارے پاکستان کو مل رہا ہے۔ میری اپنے تمام فاضل ممبران سے گزارش ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ اپوزیشن والے تنقید کرتے ہیں یہ ان کا حق ہے لیکن وہ بھی دل سے سمجھتے ہیں کہ اس وقت جو بجٹ ہے اس سے بہتر بجٹ نہیں آ سکتا تھا، اس سے بہتر بجٹ بن نہیں سکتا تھا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج ہی باقی تمام priorities جیسے گلیاں اور سڑکیں سب کو چھوڑ کر ہمارا فنڈ صرف ایک ہی کام پر خرچ ہونا چاہئے۔ اگر ہماری بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ ختم ہو گی تو ہماری معیشت ٹھیک ہو گی، اگر ہماری معیشت ٹھیک ہو گی تو یہ ملک دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہو گا اور دنیا کی civil society میں شمار ہو گا۔ ہمیں آج تمام چیزوں سے مبرّا ہو کر اپنی تمام پالیسیوں سے اوپر جا کر اپنے ملک کے لئے سوچنا ہو گا، عوام کے لئے سوچنا ہو گا۔ اس وقت لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہر چیز ختم ہو چکی ہے اور آج پاکستان کی عوام frustration کا شکار ہو چکی ہے۔ آج بھی فیصل آباد میں سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے agitation ہو رہی ہے، چار دن سے گھنٹہ گھر جو کہ centre of city ہے وہاں پر سوئی گیس بند ہے۔ میری اپنے وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ آپ سب سے پہلے energy بحران کا خاتمہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر energy بحران کا خاتمہ ہو گا تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ امر ہو جائے گی اور تاحیات جب تک پاکستان قائم رہے گا لوگ ان کو یاد کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں پھر یہی کہوں گا کہ ہمارا بجٹ صرف اور صرف energy بحران اور لوڈشیڈنگ کے خاتمے پر خرچ ہونا چاہئے اور یہی ہماری priority ہونی چاہئے۔ اسی بات پر اکتفا کرتے ہوئے میں وزیر خزانہ صاحب اور تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے کام محلے، گلیاں یا جو معاشرے کی ضروریات کو چھوڑ دیں ہمیں صرف اس ملک اور اس کے عوام کے لئے سوچنا ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حسینہ بیگم صاحبہ!

محترمہ حسینہ بیگم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ مریم نواز صاحبہ کی بہت شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے اسمبلی میں بھیجا۔ میں بہاولپور کی رہنے والی ہوں۔ یہاں لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) غریبوں کی جماعت نہیں ہے تو میں

کہتی ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) غریبوں کی جماعت ہے۔ میں خود اس کی ایک مثال ہوں جو آپ کے سامنے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد نے مجھے ٹکٹ دیا اور ممبر بنا کر پنجاب اسمبلی میں بھیجا گیا۔ میں ممبر بن چکی ہوں۔ میں اپنے سپیکر صاحب، ڈپٹی سپیکر صاحب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب نے مشکل وقت میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا کہ ہم ان کے بجٹ سے بہت خوش ہیں۔

جناب سپیکر! بہاولپور کا ایک مسئلہ پینے کے صاف پانی کا ہے۔ میری گزارش ہے کہ پینے کے صاف پانی کے لئے فلٹر پلانٹ لگائے جائیں تاکہ غریب عوام کے آلودہ پانی سے پیٹ خراب نہ ہوں۔ اس کے علاوہ یتیم بچیوں کے لئے بہاولپور میں فلاحی ادارے اور دستکاری سکول بنائے جائیں۔ اس کے علاوہ چولستان میں پانی کی بہت سخت ضرورت ہے کہ وہاں رہنے والے پانی کے لئے بہت بلبلاتے ہیں اس لئے وہاں پر فوری طور پر نلکے لگائے جائیں۔ اس کے علاوہ جتنے بھی غریب لوگ جو daily wages پر کام کرتے ہیں ان کو تین مہینے کے آرڈر دیئے جاتے ہیں اگر وہ پیسے نہ دیں تو انہیں آرڈر نہیں دیئے جاتے۔ میں کہتی ہوں کہ میں غریبوں کے لئے اسمبلی میں آئی ہوں اس لئے ان کی نوکریاں پکی کی جائیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گی کہ مسلمان اور مسیحی برادری کے قبرستانوں کی چاردیواری بنائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جو بزرگ medicine لینے جاتے ہیں تو ان سے road cross نہیں کیا جاتا تو ان کے لئے ہر ہسپتال کے سامنے پُل بنایا جائے۔ ہم غریبوں کے لئے آئے ہیں اس لئے ہم غریبوں کا کام کریں گے۔ میاں محمد نواز شریف نے مجھ غریب ورکر کو ٹکٹ دیا اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔ محترمہ ثریا نسیم!

محترمہ ثریا نسیم: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے مخاطب ہونے کا موقع فراہم کیا۔ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مختصر وقت میں متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے حکیم الامت مصورِ پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آ رہا ہے کہ:

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئی صبح و شام پیدا کر

اس بجٹ میں نیا زمانہ پیدا کرنے کی جو کاوش کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور وطن عزیز دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف جن کو قافلہ صحافت کے سالار مجید نظامی صاحب نے شہبازِ پاکستان کہا ہے ان کے ترقیاتی کام اور جو انہوں نے اپنے عوام کو ریلیف دینے کے لئے دن رات محنت کی ہے اس کی دوسرے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ تقلید کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ایک صوبہ کے وزیر اعلیٰ نے رات کو غریب عوام کی بہتری کے لئے ہسپتالوں کے دورے شروع کر دیئے ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بھی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے عوامی خدمت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس کو دیکھتے ہوئے ایک وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ میں اتنے اچھے کام کروں گا کہ لوگ میاں محمد شہباز شریف کو بھول جائیں گے۔ میں یہ کہوں گی کہ میاں محمد شہباز شریف کو بھلانا اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ انہوں نے عوام کی خدمت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس کے لئے پہلے ہمت اور اتنا حوصلہ پیدا کرنا چاہئے۔

"ہے صداقت کے لئے جس دِل میں مرنے کی تڑپ"

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ دیکھ کر بات کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ شعر پڑھ رہی ہیں۔

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر!

ہے صداقت کے لئے جس دِل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسماں مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

جناب سپیکر! ہماری قیادت وہ کام بھی کر چکی جن کاموں کا ذکر کچھ جماعتوں نے اپنے منشور میں کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! Sorry for interruption اب آپ کا میں مائیک بند کر دوں گا۔ اگر آپ نے بات کرنی ہے تو دیکھ کر نہیں کیونکہ اس سے آپ help تو لے سکتی ہیں مگر ایسے نہیں کر سکتیں۔ جس طرح سے آپ پڑھ رہی ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ یہ کاغذ مجھے دے دیں میں پڑھ دیتا ہوں۔

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے کر رہی ہوں۔ اس بجٹ میں پٹوار کلچر کا خاتمہ اور لینڈ ریکارڈ کی computerization کا ذکر کیا گیا ہے تو ہمارے لیڈر میاں محمد شہباز شریف یہ کام کر بھی چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ چھتیس اضلاع میں کام شروع ہو چکا ہے جن میں سے بارہ اضلاع میں data entry مکمل ہو چکی ہے اور ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔ 2014 تک تمام سکولوں میں missing facilities provide کر دی جائیں گی اور یہ کام دو مراحل میں ہو گا۔ پہلے مرحلہ میں صوبہ پنجاب کے تمام گرلز سکول اور جنوبی پنجاب کے تمام گرلز اور بوائز سکولوں میں کام ہو گا اور دوسرے مرحلہ میں پنجاب کے تمام گرلز سکولوں میں missing facilities مہیا کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ رخسانہ کوکب صاحبہ!۔۔۔ غیر حاضر ہیں۔ رانا محمد افضل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عمر جعفر صاحب!

MR MUHAMMAD UMAR JAFFAR: Bismillah Al-Rehman Al-Raheem. Mr Speaker! With your permission I like to speak in English for this statement.

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ کو اجازت ہے۔

MR MUHAMMAD UMAR JAFFAR: Thank you. First of all I would like to commend the respected Finance Minister and the Hon'able Chief Minister for producing such a public friendly budget. I would also like to appreciate the helping hands in this budget which is given to the disadvantaged and the poor. For example seven billion worth of medicines were given to the poor across the Punjab through our Government hospitals. This is very important as we have to help the

needy and the disadvantaged. Secondly, the thirty-six billion worth of livestock is given to the poor women of Punjab. This is again very vital to helping them become more self-dependent and giving them a helping hand result. Another important point in this budget was a three billion worth of interest free loan to unemployed youth. This again will create more small businesses and will make them less dependent on Government. While doing this all I also like to appreciate the Finance Minister's efforts to cut down on Government expense by fifty percent. These are major cuts and these are really appreciated by the tax-payers as well. I would also like to appreciate the clean drinking water access to people by giving them five billion worth of funds to get them clean drinking water. I would also like the Finance Minister to give special funds in this regard to Rahim Yar Khan City as we have lack of clean drinking water and we have higher rate of diseases in our city regarding this matter. I would also request the Finance Minister to have Internship Programmes for the city because we want our youth to be more fruitful for the future while they are searching for jobs and having enough money to export the families and this will indirectly reduce the crime rate in our city as well.

Mr Speaker! I would also ask the Finance Minister to provide provisional fund for a new Government College for Girls in Rahim Yar Khan so that they can get proper education and they have the access to higher education as well. I would also ask the Finance Minister for up-gradation of our Government Institution for Commerce for Women for they lack enough class rooms and facilities to have enough students there. These two schemes are very important because if we don’t focus on our women and we don’t give them enough education we can’t develop our country and our province. The more focus we give to our women our community will develop more. Lastly, I would also ask the

Finance Minister to consider the district of Rahim Yar Khan in the new schemes which the Chief Minister has announced regarding the Health Insurance Card. This is again a very important scheme and I think this will again be appreciated by the people of Rahim Yar Khan. Lastly, the people have criticized this budget for over focusing on Southern Punjab. I disagree with this point sir, because thirty-two percent of population of Punjab lives in Southern Punjab. If we are only getting thirty-one percent of the funds that does not mean that we are getting over focused on Southern Punjab. Again, I would like to ask the critics to think again not putting one region of Punjab against another. Mr Speaker. Thank you very much.

MR SPEAKER: Thank you too. Ms Mary Gill!

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! 11۔اگست 1947کو بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پہلی قانون ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ:

> We are starting with the principles that we are all citizens in equal of state

یہ وہ سیاسی نظریہ تھا کہ جس نے برصغیر کے مسیحیوں کو پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کا حوصلہ دیا اور اسی سیاسی نظریے کی بنیاد پر آج سے 66 سال پہلے انہی دنوں میں 23۔جون 1947 کو مغربی پنجاب کو ہندوستان یا پاکستان میں شامل ہونے کی بابت ووٹنگ کی گئی تو اُس وقت کے مسیحی سپیکر مسٹر ایس پی سنگھا کی صدارت میں جو اجلاس منعقد ہوا اس میں cost کئے گئے 91 ووٹوں میں سے تین مسیحی ممبران کے بھی ووٹ تھے۔ یہ قائداعظم کی سیاسی بصیرت کا اعتماد تھا جو انہوں نے مسیحیوں کو دیا کیونکہ وہ ایک ایسی جدید فلاحی ریاست چاہتے تھے جس میں امورِ مملکت میں مذہب کا کوئی دخل نہ ہو اور اسی سیاسی نظریے کو بنیاد بنا کر مسیحیوں نے برصغیر کے لئے ایک اہم فیصلہ کیا لیکن بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے 66 سالوں میں مسیحیوں سے بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اقلیتوں سے جمہوری حکومت نے کبھی nationalization کے نام پر ہمارے ادارے چھین کر زیادتی کی تو کبھی ایک آمر نے Islamization کے نام پر امتیازی قوانین بنا کر ہمیں دوسرے درجے کا شہری بنا دیا جبکہ میرے قائدین محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی فہم و فراست اور کشادہ دلی ہے کہ آج نہ صرف

وفاق میں Ports and Shipping بلکہ پنجاب میں صحت جیسی اہم اور حساس وزارتیں ہمارے نہایت ہی قابل محترم مسیحیوں کو دی گئی ہیں۔اس بات کا کریڈٹ بھی میرے قائدین کو جاتا ہے کہ آج اس ایوان میں اگر مسیحیوں کے ساتھ ایک ہندو برادری اور ایک سکھ برادری سے تعلق رکھنے والے ممبران پہلی بار پہنچے ہیں تو ان کا کریڈٹ بھی میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہی وہ سیاسی اور جدید فلاحی ریاست کا ایک وژن تھا جو قائداعظم نے دیا لیکن اسے آج تک کسی بھی حکمران نے پورے طور پر adopt نہیں کیا مگر میرے قائد محترم نے اس نظریے کو بنیاد بنا کر، برابری کی سطح پر اور میرٹ کی بنیاد پر ہمارے مسیحیوں کو پوری طرح سے accommodate کیا اور انہیں پوری پوری شناخت بھی دی بلکہ صحت کی وزارت بھی دی۔ پاکستان میں صحت کے حوالے سے مسیحیوں کی جو خدمات ہیں تو ایک مسیحی کو وزارت صحت سونپنا ان تمام خدمات کا اعتراف ہے جو کہ میاں محمد شہباز شریف نے انہیں سونپ کر کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بجٹ جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس کے لئے وزیر خزانہ بہت ہی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وہ اس لئے کہ یہ بجٹ انہی تمام مساوی اصولوں کے مطابق بنایا گیا ہے جس میں مسیحیوں اور اقلیتوں کے لئے پورے طور پر ایک مناسب شکل میں Human Rights and Minority Affairs کے لئے 215 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان میں ان مشکل حالات میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں 200 ملین روپے کا Minority Development Fund ہے اس کا وزیر خزانہ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس خطیر رقم کو Minority Development Fund کی مد میں مختص کیا اور 15 ملین روپے کی رقم انہوں نے minority students کے لئے education scholarship کی مد میں مختص کی ہے۔ اگرچہ بہت تنقید کی جا رہی ہے کہ یہ رقم زیادہ نہیں ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ سے اس رقم کو نہ صرف دگنا کیا جائے گا بلکہ Human Rights and Minority Affairs کا جو فنڈ ہے اسے مزید domain میں تقسیم کیا جائے اور minority rights اور Human Rights awareness کے لئے جو مد مختص ہے جو کہ strategic intervention کا حصہ ہے اور پالیسی کا حصہ ہے اس مد میں بھی ایک رقم مختص کی جائے گی جس سے پنجاب کے اقلیتی عوام اور انسانی حقوق کے شعور کے لئے ایک رقم مختص کی جائے گی۔ آخر میں صرف میں اپنے قائدین کے لئے ایک شعر کہنا چاہوں گی کہ:

میرے ہاتھ میں قلم ہے میرے ذہن میں اجالا
مجھے کیا دبا سکے گا کوئی طاقتوں کا پالا
مجھے فکر امن عالم تجھے اپنی ذات کا غم
تو غروب ہو رہا ہے میں طلوع ہونے والا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ محمد نعیم انور صاحب!

جناب محمد نعیم انور: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے بجٹ کے حوالے سے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو میں اس کے لئے آپ کا ممنون و مشکور ہوں۔ پنجاب کے اس بجٹ میں لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے ایک ارب 44 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم ناکافی ہے اسے بڑھایا جانا ضروری ہے۔ میرا تعلق پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس سے ہے اور اس حلقہ میں چولستان بھی شامل ہے جہاں لوگوں کا انحصار مال مویشی اور بھیڑ بکریاں پالنا ہے۔ میری تجویز ہے کہ چولستان کے ان مقامی لوگوں کو مال مویشی اور بھیڑ بکریوں کے لئے بلاسود قرضے فراہم کئے جائیں جس سے انہیں روزگار ملے گا اور پاکستان کو دودھ اور گوشت ملے گا۔ یہی وہ چولستان ہے جہاں انسان اور جانور ایک تالاب میں پانی پیتے ہیں، جیتے ہیں مگر تمام بیماریوں کے ساتھ زندہ ہیں تو میری درخواست ہے کہ لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے فنڈ میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے بجٹ میں 117۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے جس میں جنوبی پنجاب کے لئے بھی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب میں ملتان، رحیم یار خان اور بہاولپور کے ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے ہسپتالوں پر بھی توجہ دینا ہوگی اور ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنا ہوگا۔ اس وقت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال فورٹ عباس میں اٹھائیس ڈاکٹروں کی پوسٹیں ہیں لیکن وہاں پر صرف سات ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ تیرہ لیڈی ڈاکٹروں کی اسامیوں پر صرف ایک لیڈی ڈاکٹر کام کر رہی ہے جو کہ ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ نرسنگ اور ٹیکنیکل سٹاف کی پچیس سیٹیں خالی پڑی ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ بڑے ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ ان تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں پر بھی توجہ دی جائے۔ فورٹ عباس تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک این جی او نے کروڑوں روپے کی مالیت سے ایک جدید ترین کارڈیالوجی سنٹر بنایا جسے چار سال قبل مکمل کر کے انہوں نے محکمہ صحت کے سپرد کر دیا لیکن بد قسمتی سے چار سال گزرنے کے باوجود وہاں پر کوئی بھی کارڈیالوجسٹ اور نہ

ہی ان سے متعلقہ سٹاف تعینات کیا گیا ہے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جس پر توجہ فرمائیں کہ چار سال سے کارڈیالوجی سنٹر بند ہے اور وہاں پر تالا لگا ہوا ہے جس کی وجہ سے کروڑوں روپے مالیت کی جدید ترین مشینری زنگ آلود ہو رہی ہے۔ میری آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے اس علاقہ میں جو کہ انتہائی پسماندہ ہے جہاں چولستان بھی ہے، وہاں آنے والے دل کے مریضوں کو فسٹ ایڈ دینے کی سہولت نہ ہے اور اگر انہیں ہمارے نزدیک ترین بہاول وکٹوریہ ہسپتال لے جایا جائے تو وہ جاتے جاتے راستے میں expire ہو جاتے ہیں۔ مہربانی کر کے اس کارڈیالوجی سنٹر کو فی الفور چالو کیا جائے، کارڈیالوجسٹ اور ان کا سٹاف تعینات فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! آبپاشی کے نظام کی بہتری کے لئے 9۔ ارب 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس سے جنوبی پنجاب میں نہروں کی بحالی کا کام ہوگا۔ جنوبی پنجاب میں ضلع بہاولنگر بھی شامل ہے۔ جہاں ہاکڑا نہر جو تحصیل فورٹ عباس کو سیراب کرتی ہے وہ واحد نہر ہے جس کا منظور شدہ پانی 3200 کیوسک ہے لیکن 3200 کیوسک کی بجائے ہمیں 2200 کیوسک پانی فراہم کیا جا رہا ہے کیونکہ اس کے پشتے بہت کمزور ہیں۔ دریا میں پانی ہوتا ہے جو کہ سمندر میں جا کر ضائع ہو جاتا ہے لیکن ہمیں وہ پانی نہیں ملتا کیونکہ ہاکڑا نہر کے پشتے مضبوط نہیں ہیں جس کی وجہ سے 3200 کیوسک پانی نہیں گزر سکتا۔ ہماری آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ اس نہر کے پشتوں کو مضبوط کیا جائے تاکہ 3200 کیوسک منظور شدہ پانی کا حق ہمیں ملے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد نعیم انور: بقول شاعر:

"ہم رہے پیاسے کے پیاسے لاکھ ساون آ گئے"

جناب سپیکر! پانی کی کمی کی وجہ سے نہروں کی وارابندی کرنی پڑتی ہے۔ فورٹ عباس کا زیر زمین پانی بہت کڑوا ہے، زمیندار اور کاشتکار زیر زمین پانی اور نہری پانی کو ملا کر mix کر کے فصلوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جس سے زمینیں ضائع ہو رہی ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ہماری نہری پانی کی وارابندی کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہاکڑا نہر کے پشتے مضبوط کئے جائیں تاکہ ہمارا 3200 کیوسک پانی اس سے گزر سکے۔ ہاکڑا نہر کا واٹر الاؤنس بہت کم ہے جبکہ اس وقت مظفر گڑھ کینال سسٹم کا 8.57، بہاول کینال رحیم یار خان 5.50، ہیڈ اسلام سے ایک قائم نہر گزرتی ہے

جس کا 11 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے اور ہاکڑا نہر کا 3.60 کیوسک ہے جو کہ ہمارے ساتھ بہت زیادتی اور ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی اور شکریہ۔ علی سلمان صاحب۔۔۔! تشریف نہیں رکھتے۔ رائے عثمان خان کھرل!

رائے محمد عثمان خان کھرل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، فنانس منسٹر اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مشکل وقت میں ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ اس بجٹ میں تمام محکموں کے لئے ایک مناسب رقم رکھی گئی ہے خصوصاً تعلیم اور صحت کے لئے بڑی اچھی رقم رکھی گئی ہے جو بہت خوش آئند ہے۔ میرا حلقہ دریائے راوی کے کنارے پر ہے جو پسماندہ علاقہ ہے۔ میرے حلقہ پی پی۔56 میں کوئی بھی کالج نہ ہے اس لئے میری آپ کی وساطت سے اپیل ہو گی کہ میرے حلقے میں ایک بوائز کالج اور ایک گرلز کالج بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات بھی آپ کی وساطت سے اس ایوان میں کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم قائد میاں محمد نواز شریف election campaign کے سلسلے میں شہر جڑانوالہ تشریف لائے تھے اور انہوں نے جلسہ عام میں جڑانوالہ کو ضلع بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جڑانوالہ تحصیل آبادی کے لحاظ سے گیارہ اضلاع سے بڑی ہے، میں پورے یقین سے کہوں گا کہ پنجاب حکومت میرے قائد میاں محمد نواز شریف کے وعدے کی جلد از جلد تکمیل کرے گی اور جڑانوالہ کو ضلع بنایا جائے گا۔ میں آخر میں میاں محمد شہباز شریف کا جو انہوں نے میٹرو بس سروس فیصل آباد میں چلانے کا وعدہ کیا ہے اس پر بھی ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ، شاباش۔ محترمہ کنیز اختر!

محترمہ کنیز اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا رحمٰن اور رحیم خدا ہے، حرفِ آغاز اس کے نام سے ہے۔ جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد سے ہے اور فیصل آباد مل والوں کا ہی نہیں بلکہ دل والوں کا بھی شہر ہے۔ میں میاں محمد شہباز شریف کی بہت مشکور ہوں اور تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے گزشتہ دور میں فیصل آباد میں جہاں فیصل آباد سے ملتان موٹروے کا آغاز کیا وہاں ایک انڈر پاس بھی تعمیر کروایا جو کہ فیصل آباد کی ترقی کے لئے بہت اہم قدم ہے۔ اہل فیصل آباد سب سے زیادہ tax paid

ہیں اس کے علاوہ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے مگر وہاں کے کچھ مسائل ایسے ہیں جو بہت سنگین ہیں۔ میں یہ کہوں گی کہ:

سلطنت ایسے ہی لوگوں سے آباد رہا کرتی ہے
اسے کہنا کہ فقیروں سے بنائے رکھے

جناب سپیکر! فیصل آباد کا ایک اہم مسئلہ جو اس وقت ہمیں درپیش ہے وہ Women University کے قیام کا ہے۔ ہمارے بجٹ میں بہاولپور، سیالکوٹ، ملتان اور فیصل آباد کی Women Universities کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے۔ فیصل آباد کا ایک تعلیمی ادارہ "مدینہ ٹاؤن کالج برائے خواتین" جو کہ 1934 میں قائم کیا گیا تھا اور 1985 میں وہ ادارہ مدینہ ٹاؤن کی آبادی میں شفٹ کر دیا گیا۔ اب اس ادارے کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جا رہا ہے جو کہ اس علاقے کی دس لاکھ طالبات کی آبادی کے لئے بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اس علاقے میں کوئی بھی نزدیک ترین اتنا اچھا کالج نہیں ہے۔ وہاں پر 5300 روپے فی semester فیس ہے۔ اگر اس کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جاتا ہے تو پھر اس کی فیس 28 ہزار روپے ہو جائے گی جو کہ وہاں کی نادار طالبات کے لئے بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ ہم ایک طرف تعلیم عام کرنے کا نعرہ لگاتے ہیں اور دوسری طرف ہم تعلیم کے لئے ایسا قدم اٹھا رہے ہیں جس سے طالبات کی حق تلفی ہو گی۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ Women University کے لئے جہاں تک میرے علم میں ہے کہ چار سو ایکڑ زمین "ٹکو آنہ" کے علاقہ میں انجینئرنگ یونیورسٹی سے ملحقہ خریدی گئی تھی جبکہ مدینہ ٹاؤن کالج 169 کنال پر محیط ہے اور وہاں کی طالبات کے لئے بھی ناکافی ہے کیونکہ وہاں پر already 12 disciplines BS honor course اور تین کلاسیں ایم اے کی ہو رہی ہیں۔ وہاں پر ان کلاسوں کے لئے بھی تعداد کم ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ اس معاملہ پر نظر ثانی کی جائے اور اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کی بجائے وہ جو چار سو ایکڑ اراضی خریدی گئی ہے وہاں پر یونیورسٹی تیار کی جائے کیونکہ جس علاقے میں وہ کالج ہے جسے یونیورسٹی بنایا جا رہا ہے وہ اس علاقے کی طالبات کے لئے بھی ناکافی ہے۔ دوسری بات میں پرائیویٹ ایجوکیشن سیکٹر کے بارے میں کرنا چاہتی ہوں۔ فیصل آباد میں بہت سے گورنمنٹ سکول ایسے ہیں جو بند پڑے ہیں، جو کھلواڑا بنے پڑے ہیں۔ جہاں ہم تعلیم عام کرنے کی بات کرتے ہیں وہاں ہمیں چاہئے کہ لوکل گورنمنٹ ان سکولوں کا سروے بالکل نچلی سطح سے کرے۔ یہاں پر ہر ایک نے دانش سکول کی بات کی اور ہر ایک نے میٹرو بس کی بات کی۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ایک کام جو ہو چکا ہے اسی کو سراہا جائے لیکن پرائیویٹ سیکٹر کا آپ کو شکریہ ادا کرنا

چاہیئے جو چھوٹے چھوٹے محلوں میں بھی تعلیم دے رہے ہیں جبکہ یہ کام گورنمنٹ کا ہے۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ بہت زیادہ ایسے سکول بنائے جہاں مڈل کلاس اور لوئر کلاس کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ ان کو سستی تعلیم دی جائے لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ اگر ہم بہت مجبور ہو کر اپنے بچوں کو پرائیویٹ سیکٹر میں بھیجتے ہیں تو ہمیں ایسا قدم اٹھانا چاہیئے جس سے کہ ہم گورنمنٹ سکولوں میں بھی وہ طریقہ تعلیم رائج کر سکیں۔ طبقاتی تقسیم نے ہماری تعلیم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جو اہل پاکستان کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

جناب سپیکر! ہم بجٹ کی بات کر رہے ہیں لیکن ایک بات جو بہت اہم ہے وہ ہے دہشت گردی۔ اس وقت energy crisis سے بھی بڑا مسئلہ دہشت گردی کا ہے۔ ہمارے ملک میں اس وقت جو دہشت گردی کی فضا بنی ہوئی ہے کل جو گلگت میں دہشت گردی ہوئی ہے جہاں سیاح مارے گئے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ وہاں پر غیر ملکی لوگوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں بہت ہی اچھی بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ بازاروں میں پولیس، فوج، سکاؤٹس اور عام سرکاری ملازموں کے یونیفارم فروخت ہوتے ہیں۔ جن طالبان نے وہاں سیاح قتل کئے ہیں انہوں نے سکاؤٹس کا یونیفارم پہنا ہوا تھا اس لئے ایسا کوئی قانون بنایا جائے، بجٹ میں ایسی کوئی شق رکھی جائے کہ عام دکانوں پر وہ یونیفارم نہ فروخت ہوں بلکہ جن کے پاس لائسنس ہوں وہی ان کو فروخت کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس بجٹ میں ہر چیز پر بہت اچھے طریقے سے بحث ہوئی لیکن ابھی ملک کا وہ متحرک طبقہ باقی ہے جو ہر حساس پہلو کو اجاگر کرتا ہے ان کے لئے ہمارے اس موجودہ بجٹ میں کوئی بھی ایسی مد نہیں رکھی گئی، کوئی ایسی ادبی بیٹھک بنائی گئی اور نہ ہی ادیبوں کے لئے کوئی مراعات دی گئی ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ اس پر نظر ثانی کیجئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پنجاب حکومت نے چند ہی روز میں سارے شعبوں کے لئے ایک comprehensive budget پیش کیا ہے۔ میری دانست میں یہ people friendly budget ہے۔ غریب عوام کو immediate relief کے لئے سستے آٹے کی مد میں 28- ارب روپیہ allocate کیا گیا ہے، رمضان package کے لئے بھی 5 بلین روپیہ allocate کیا گیا ہے۔ بجٹ کا یہ پہلو خاص طور پر قابل داد ہے اس پر کچھ تنقید بھی سامنے آئی ہے لیکن غریب عوام کے لئے آٹا ہی main چیز ہے جس پر وہ survive کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! علاج معالجہ کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے ہیلتھ انشورنس سکیم launch کی جارہی ہے جس کے لئے 4 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس سکیم کو پہلے چار پسماندہ اضلاع میں شروع کیا جائے گا۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ میانوالی کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پسماندہ دیہی علاقوں کی خواتین کے لئے مال مویشی خریدنے کے لئے 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، یہ بہت ہی خوش آئندہ بات ہے اور خواتین کی uplift کے لئے جو قدم اٹھایا گیا ہے یہ پہلے کبھی سامنے نہیں آیا۔ اس سلسلے میں خواتین کی فلاح کے لئے اور بھی تجاویز پیش کی گئی ہیں جیسے وومن ہاسٹل، دارالامان اور جنرل ویلفیئر کے لئے ایک بلین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ آشیانہ جیسی revolutionary scheme جو حکومت کے پچھلے دور میں نہایت شفاف طریقے سے implement کی گئی اور لوگوں کو ان کے پرائیویٹ گھروں کے مالکانہ حقوق دیئے گئے پھر سے پورے پنجاب میں launch کی جارہی ہے اور اس مد میں 3 بلین روپے allocate کئے گئے ہیں۔ پنجاب کی حکومت نے تعلیم کو خاص طور پر focus کیا ہے اور غریب بچوں کو تعلیم پہنچانے کے لئے دانش سکولوں کا انعقاد پچھلے دور میں ہو چکا تھا لیکن اس میں دوبارہ اس کو اور فنڈز کے ساتھ 3 بلین روپے allocate کئے گئے ہیں جن سے غریب اور باصلاحیت بچے مستفید ہوں گے، اس کی مخالفت کرنا ان بچوں کے مستقبل کو تاریک کرنے کے مترادف ہوگا۔ دانش سکولوں کے لئے 3 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں اور باقی آٹھ گنا بجٹ باقی تعلیمی شعبوں میں allocate کیا گیا ہے، جیسے وظائف، لیپ ٹاپ، سائنس لیب، upgradation of schools اور کمپیوٹر لیب پر خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہوا۔ آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب عبدالقدیر علوی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! wind up speech شروع کروائیں۔

جناب سپیکر: تھوڑی دیر کے لئے پھر آپ ادھر آجائیں۔ جی، چودھری محمد یوسف کسیلیہ صاحب!

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کے لئے موقع دیا۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو تاریخی کامیابی پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جس طرح میرے قائد نے بلوچستان اور KPK میں حکومت بنانے کے اہل ہونے کے باوجود دوسری پارٹیوں کو حکومت بنانے کی دعوت دی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت پاکستان کو ان کے ان نیک جذبات کی وجہ سے مشکلات سے باہر نکالے اور یقیناً یہ کامیابی

خادم اعلیٰ پنجاب کی انتھک محنت اور بے لوث خدمت کا نتیجہ ہے۔ غرض کوئی شعبہ ہائے زندگی ایسا نہیں جو کہ ان کی خدمات سے محروم رہا ہو۔ پنجاب کی ترقی کے لئے انہوں نے ان گنت انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں جس میں نوجوانوں کو سود سے پاک قرضے، Yellow Cab Scheme، گرین ٹریکٹر سکیم اور نوجوانوں کو میرٹ پر لیپ ٹاپ دینا، سولر انرجی لیمپ اور اس طرح کی سکیمیں شامل ہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن میں visionary road map کو اپناتے ہوئے ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے کہ پاکستانی تعلیم کو دنیا کے برابر لا کھڑا کر دیا جائے۔ اس ضمن میں غریب آدمی کے لئے آج کے دور میں دانش سکول سسٹم، Punjab Education Endowment Fund اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام یقیناً پنجاب کے لئے کارآمد ثابت ہو رہا ہے۔ اسی طرح سکولوں میں missing facilities کے حوالے سے جو رقم رکھی گئی ہے وہ بھی یقیناً ایک اہم قدم ہے تاکہ سکولوں کی جو سہولیات ہیں ان کو پورا کیا جا سکے۔ اس میں میری گزارش ہو گی کہ ٹیچروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے کوشش کی جانی چاہئے تاکہ اساتذہ کی تعیناتی سے بچوں کی تعلیم بہتر ہو سکے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ جو تعیناتی ہو وہ قریب کے گاؤں سے ہو یا اسی گاؤں سے ہو تاکہ لوگ آنے جانے کے مسائل سے مبّرا ہو کر اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھا سکیں۔

جناب سپیکر! دوسرا ہمارا شعبہ زراعت کا ہے اس میں کسان پر زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کسان کے حالات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں چونکہ پنجاب میں اکثریت کا پیشہ زراعت ہے اور ہر بندے کا اس سے تعلق ہے۔ زراعت کے شعبہ کو جہاں تک ممکن ہو سکے ٹیکس سے بچا کر زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جانی چاہئیں۔ زرعی ملک ہونے کے حوالے سے زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جو فوری طور پر توجہ کا طلب گار ہے اور یہ شعبہ ہمیں جلد reward دیتا ہے۔ زراعت کے شعبہ میں شمسی توانائی اور Biogas کے حوالے سے ابھی جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ یقیناً اس بجلی کے بحران میں سود مند ثابت ہوں گے۔ میری درخواست ہو گی کہ شمسی توانائی کے ٹیوب ویلوں کو سب سے پہلے سرکاری کھالا جات پر نصب کیا جائے تاکہ اس موگا پر جتنے بھی زمیندار ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جا سکے۔ اس کے بعد ساڑھے بارہ ایکڑ والے زمیندار کو بھی دیئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کے میدان میں یقیناً خادم اعلیٰ پنجاب کی کوششوں سے اس محکمہ میں بہت بہتری آئی ہے۔ ہیلتھ انشورنس کارڈ، پینے کے پانی کے لئے واٹر فلٹریشن پلانٹ، BHUs کی repairing اور ان کی upgradation کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔ اسی طرح میری

درخواست ہوگی کہ RHC ,THQاورDHQ میں زیادہ سے زیادہ سہولیات دی جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو اپنے شہروں میں فائدہ پہنچ سکے۔اسی طرح میری ایک اور خاص طور پر درخواست ہوگی کہ ہمارے ڈسٹرکٹ اور دوسرے ڈسٹرکٹ میں آئی وارڈ،کارڈیالوجی ، یورالوجی وارڈ اور چلڈرن وارڈ بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔نیوروسرجری کے وارڈ بھی وہاں پر بنانے ازحد ضروری ہیں کیونکہ accidentسے بندے کو جب چوٹ لگتی ہے تو اس میں فوری طور پر طبی امداد چاہئے ہوتی ہے جو local levelپر نہیں مل پاتی اس کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔اس کے علاوہ پر اونشل ہائی وے اور روڈز جو ہیں---

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔جی، مخدوم ہاشم جواں بخت!

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: جناب سپیکر!چند ایکpointsرہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ پہلے سوچتے،اس ٹائم میں آپ اس کوadjustکرتے۔جی، مخدوم صاحب!

MAKHDOOM HASHIM JAWAN BUKHT: Mr Speaker! With your permission, I would like to stay remain bilingual for the duration of my speech.

میں اُردو اور انگریزی دونوں میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔جیسے آپ کا دِل کرے، کرلیں۔

MAKHDOOM HASHIM JAWAN BUKHT: Bismillah Al-Rehman Al-Raheem. I would like to congratulate the Finance Team and the Finance Minister on presenting a forward-looking and balanced budget.

میں اس میں towards the Revenue Receiptsپر خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب نے اس سال Punjab Revenue Authority(PRA)بنا کر بہت اچھاinitiativeلیا ہے۔اس نے اپنے پہلے سال میں ٹیکس کی مد میں 37۔بلین روپے اکٹھے کئے ہیں،جب یہ وفاقی حکومت کے پاس تھا تو as per the Annual Budget Statement, Page No.7ہم نے اس وقت 26.8بلین روپے اکٹھے کئے تھے ۔اب ایک سال میں یہ 35فیصد سے بڑھ کر 37بلین روپے ہو گئے ہیں۔

So, I commend the PRA and the Finance Team for coming up with this revenue authority and for enhancing the revenue of the State of Punjab.

اس کے ساتھ ساتھ PRA کے بارے میں، میں یہ بھی ضرور بیان کرنا چاہوں گا کہ اس کے اگلے سال کے revenue targets تقریباً ڈبل ہیں۔ پنجاب جو اپنی مد میں ریونیو اکٹھا کرے گا جو کہ بجٹ میں دیا گیا ہے وہ 62.4 billion rupees ہوگا۔ میں اس ambitious target پر فنانس ٹیم کو مبارک بھی دیتا ہوں اور good luck بھی کہتا ہوں کہ وہ اس ambitious target کو achieve کر سکیں۔ جب میں نے white paper دیکھا تو مجھے لگا کہ اس میں ہمارا reliance ٹیلی کام سیکٹر پر کچھ زیادہ ہے تو

I would request the Finance Ministry to kindly elaborate as to how we can reach this target and what are we doing to broadening the tax space within the PRA's authority?

ایک بہت important point ہے، پاکستان ایسے وقت میں آیا ہوا ہے جس میں اس کی population اس کا human resource dividend جو ہے، we are blesses at this time کہ ہمارے پاس ایک نوجوان قوم ہے، سو ملین لوگ اس وقت 21 سال کی عمر سے کم ہیں۔ ہمیں ان کو potentially workforce میں convert کرنا چاہئے اور ان کو پاکستان کی معیشت میں contribute کرنے کے لئے مثبت قدم اٹھانے چاہیئں۔ دنیا میں قوموں نے اسی وقت ترقی کی ہے جب ان کی population ایک growing population تھی، جس میں ان کے نوجوان economy میں contribute کرتے تھے۔ ہمیں اپنے GDP میں 6 to 8 percent growth چاہئے تاکہ ہم اپنی نئی population کو، workforce میں create کر کے پاکستان کو خوشحال اور ایک developed country بنا سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب میں جو Public Private Partnership کا initiative لیا جارہا ہے، میں اس سلسلے میں بھی یہ بات کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم اس کو in true letter and spirit follow کر لیں تو حکومت اپنے limited resources سے کافی حد تک economy کو facilitate کر سکے گی اور economy میں stimulus create کر کے ایک مضبوط طاقت بن سکتی ہے تو میں Planning & Development Department and Finance Department سے بھی request کروں گا کہ وہ kindly اس human resource

dividendکو مدنظر رکھتے ہوئے، جو اگلے پانچ سال کاplanبنا رہے ہیں وہ ایک ambitious plan ہونا چاہئے تاکہ ہم اس سے6 to 8 percent GDP growthحاصل کر سکیں۔ Sir, I belong to Southern Punjab۔یہاں پرquoteکیا جا رہا تھا کہ Southern Punjabکو اس کی31 percent populationکے مقابلے میں32 percent shareمل رہا ہے۔اس پر بھی میں یہelaborateکرنا چاہوں گا کہ پانچ سال میں یہ16 percentسے32 percentکیا گیا ہے جو کہ اس پچھلی حکومت نے ایک بہت خوش آئند فیصلہ کیا ہے اور Southern Punjabکو for the last five yearsدُگنے پیسے دیئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

I look forward کہ انشاء اللہ آنے والے وقتوں میں، آنے والےbudgetsمیں Southern Punjabکا خاص خیال بھی رکھا جائے گا اور میری ایک اور گزارش بھی ہے کہ جب نئےinitiativesکی planningکی جاتی ہے جیسا کہ Health Insurance Card، اس وقت یہ pilot project تین اضلاع میں شروع کیا جا رہا ہے، میری request یہ ہو گی کہ جو اضلاع progressed یا comparatively بہتر ہیں ان میں بھی ایسی تحصیلیں موجود ہیں جو بہت سارے backward districts سے بھی پیچھے رہ گئی ہیں تو kindlyجب ان pilot projectsکو شروع کیا جائے تو ان کو اضلاع کی بجائے تحصیل کی بنیاد پر دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم صاحب!Please wind upکریں۔

MAKHDOOM HASHIM JAWAN BUKHT: Mr. Speaker! With these words, I thank you. Thank you very much.

جناب سپیکر: جی، ظفر اقبال صاحب!

جناب ظفر اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اس مختصر وقت میں متوازن بجٹ پیش کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میرا تعلق ضلع اٹک کی پسماندہ ترین تحصیل جنڈ سے ہے جو حلقہ پی پی۔19 بنتا ہے۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھا دیا جائے۔ جی، ظفر اقبال صاحب!

جناب ظفر اقبال: میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کے اجراء کا سلسلہ پسماندہ اضلاع سے شروع کرنے کو سراہتا ہوں اس توقع کے ساتھ کہ ضلع اٹک کو بھی اس میں شامل کیا جائے گا۔ تعلیم، صحت اور زراعت کی مد میں رکھی گئی رقوم میرے اندازے سے ناکافی ہیں لہذا میں استدعا کروں گا کہ ان کو بجٹ میں بڑھایا جائے۔ میرے حلقہ کے سکولوں میں missing facilities کو براہِ مہربانی مع سٹاف پورا کیا جائے۔ BHU's Centre اور ہسپتالوں میں خاص کر جو جنڈ کے THQ ہسپتال ہیں ان میں ایکسرے مشین تک نہ ہے۔ ان کے لئے بھی بجٹ میں رقوم رکھی جائیں تاکہ لوگوں کو گھروں کے قریب سہولیات میسر آ سکیں۔ میری تحصیل کا علاقہ کٹا پھٹا ہے اور مکمل انحصار بارشی پانی پر ہے تو میں گزارش کروں گا، وزیر زراعت تشریف فرما ہیں کہ اس بجٹ میں اس تحصیل کے لئے خصوصی طور پر ایک بلڈوزر یونٹ قائم ہونا چاہئے جو ناہموار زمینوں کو ہموار کر کے قابلِ کاشت بنا سکے اور ملکی معیشت کو مستحکم کرنے میں سنگِ میل ثابت ہو سکے۔ زراعت کے حوالے سے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ زراعت پر جو پراپرٹی ٹیکس لگایا جا رہا ہے دیہی علاقوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ سابقہ دور میں میاں محمد شہباز شریف نے ہم پر مہربانی فرمائی اور جنڈ کو ایک دانش سکول سسٹم دیا، دریائے سواں پر کانی کے مقام پر ایک پُل بنوایا، ذہین بچوں میں سولر لیمپ سسٹم اور لیپ ٹاپ تقسیم کر کے اپنے خادم اعلیٰ ہونے کا ایک واضح ثبوت پیش کیا۔ میں وزیر خزانہ اور میاں محمد شہباز شریف کا مشکور ہوں جنہوں نے اس بجٹ میں جنڈ تراب جو میرے حلقہ کی سڑک ہے اس کے لئے رقم مختص فرما کر علاقہ کے لوگوں کی داد رسی فرمائی ہے۔ میں یہ توقع بھی کروں گا کہ جو link roads موجود ہیں ان کی حالت بھی خراب ہے لہذا ان کے لئے بھی funds release کئے جائیں۔ اجناس کو کھیت سے منڈی تک پہنچانے کے لئے نئی سڑکات کی تعمیر بھی اشد ضرورت ہے اور اس توقع کے ساتھ اجازت بھی چاہوں گا کہ انشاء اللہ میری گزارشات کو عملی جامہ پہنا کر علاقے کے لوگوں کی داد رسی فرمائی جائے گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد ارشد ملک صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، محترمہ لبنیٰ فیصل صاحبہ!

محترمہ لبنیٰ فیصل: معزز ممبران اسمبلی! السلامُ علیکم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آج کل بجٹ اجلاس چل رہا ہے اور سب کو موقع ملا ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بھی موقع فراہم کیا۔ ہمارے قائدین

نے ایک غریب پرور اور متوازن بجٹ بنا کر ایک مثال قائم کی ہے۔میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی کاوشوں کو بھی سراہتی ہوں۔میں آپ کی توجہ اس بجٹ کے ایک اہم پہلو پر مبذول کروانا چاہتی ہوں جو کہ ایجوکیشن کے بارے میں ہے۔میں پچھلے تین چار سالوں میں سرکاری سکولوں خصوصاً لاہور میں visit کرتی رہی ہوں، جن میں سے کافی سکول پسماندہ علاقوں سے منسلک تھے۔ان سکولوں کی حالتِ زار دیکھ کر مجھے دِلی دُکھ ہوا حالانکہ حکومت پنجاب نے ہمارے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ایجوکیشن کے لئے بہت خطیر رقم خرچ کی ہے۔میں آپ سے request کرتی ہوں کہ محکمہ تعلیم اور سکول انتظامیہ کے لئے check and balance اور monitoring cell قائم کئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ایک سکول کو جب میں نے visit کیا تو وہاں پر نرسری کلاس روم تھا جو earlier کے بچے ہوتے ہیں اور ان کی learning صرف بلیک بورڈ کے through ہوتی ہے، بلیک بورڈ پر جب ٹیچر لکھتی ہے تو وہ بچے اسے recognize کرتے ہیں اور اس کو conceive کرتے ہیں لیکن There was no black board. اور ہماری حکومت پنجاب نے پری نرسری کے بچوں کے لئے ایک کھلونوں کا کمرہ بنایا ہے تاکہ وہ بچے جو اپنے گھروں میں کھلونے نہیں خرید سکتے وہ وہاں آکر کھیلیں۔اس کلاس روم کے باہر تالا لگا ہوا تھا، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب یہ بچے کھلونوں سے کھیلیں گے تو کھلونے توڑ دیں گے۔اسی طرح میں ایک سکول میں گئی تو وہاں پر جب میں نے اس سکول کا attendance register دیکھا تو ٹیچروں کی strength بیس تھی اور دس ٹیچر آئے ہوئے تھے۔ہیڈ ماسٹر صاحب سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ مجھے نہیں پتا کہ وہ کہاں ہیں؟میں آپ کے توسط سے التجا کرتی ہوں کہ جب ٹیچروں کو hire کیا جائے تو محکمہ تعلیم ان کے میرٹ پر نظر ثانی کرے۔ان کو دیکھا جائے، ایک سکول میں بچیوں کی کلاس صرف چھ طالبات پر مشتمل تھی اور وہاں پر Math کی کلاس چل رہی تھی، ایک بچی سے میں نے پوچھا کہ بیٹا آپ کو two کا table آتا ہے تو وہ کہنے لگی کہ یہ کیا ہوتا ہے؟جب اس کی استانی صاحبہ سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی کہ مجھے بھی نہیں معلوم۔پھر میں نے اسے کہا کہ یہ دو کا پہاڑا ہے، ایک دُونی دو، دو دُونی چار تو تب اس نے کہا اچھا یہ تو مجھے پتا ہے۔میں آپ کی توجہ ایجوکیشن سسٹم اور اس محکمہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ وہاں پر check and balance ہونا چاہئے اور every month جو بچے study کرتے ہیں اس کا feedback لیا جائے تاکہ ہمیں بھی پتا چلے کہ بچوں کو کیا پڑھایا گیا ہے۔یہ ہمارے مستقبل کے ہونہار اور معمار ہیں ہم ان کی اچھی تعلیم و تربیت چاہتے ہیں۔باقی رہی بجٹ کی بات تو میں یہ کہوں گی کہ یہ ایک

متوازن بجٹ ہے اس کا بھی ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو سناتی ہوں۔ میرا پاسپورٹ آفس میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک ماں اپنے بچے کو گود میں لئے بیٹھی تھی وہ بچہ بہت ہی خطرناک بیماری میں مبتلا تھا، میں نے پوچھا کہ اس کو کیا problem ہے تو اس کی ماں نے کہا کہ میں پنجاب کے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اپنے دِل سے دعائیں دیتی ہوں جس نے مجھے پچاس لاکھ روپیہ دیا ہے کہ میں اس کو انڈیا لے جاؤں اور اس کا liver transplant کرواؤں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں، میں ایک چھوٹا سا شعر عرض کرتی ہوں:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

شکریہ

جناب سپیکر: last speaker محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کا سب سے بڑا مسئلہ ہماری نوجوان نسل ہے، جو ہمارا کل ہے۔ آج اگر ہم اپنی نوجوان نسل کو ٹھیک کریں گے تو ہمارا کل ٹھیک ہوگا۔ میں سب سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آج کل جو غیر ملکی ڈرامے ہیں یہ بہت زیادہ عریانی اور فحاشی کا باعث بن رہے ہیں لہذا ان غیر ملکی ڈراموں پر پابندی لگائی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ میں راولپنڈی سے متعلق بات کروں گی، میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف سے اپیل کرتی ہوں کہ راولپنڈی میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگلے دو تین سال میں وہاں پر پانی کا نکاس نہ ہو اور ہمیں پانی ہی نہ ملے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ پانی کے نکاس کا بہت خیال کیا جائے کیونکہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن پانی ملتا ہے وہ بھی ایک گھنٹے کے لئے، میری التجا ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور راولپنڈی میں پانی کے لئے فنڈ دیئے جائیں۔ بہت شکریہ، میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، شکریہ۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ باقی صاحبان جو لسٹ کے مطابق رہ گئے ہیں ان کے نام نوٹ کر لئے جائیں۔ سب سے پہلے ہمارے قائد حزب اختلاف آئیں گے اس کے بعد دوسرے چند صاحبان آئیں گے۔ اس کے بعد جو صاحبان اس بجٹ پر بات نہیں کر سکے پہلے انہیں موقع دیا جائے گا اور اس کے بعد دوسرے صاحبان کو موقع دیا جائے گا۔ ان کی adjustment کی

جائے، میں تو چاہتا تھا کہ یہ صاحبان بات کریں مگر مجھے قواعد کی معطلی کی تحریک کے لئے کہا گیا ہے اور یہ تحریک وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہے۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی گئی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22 اور 23۔ جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ تحریک پڑھیں گے۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 136(2) اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سوال کو تو آپ سب نے سن لیا ہے اور متفقہ طور پر آپ سب نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے میں غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22 اور 23۔جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں واقع نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے اور اس میں ہلاک ہونے والے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ یہ واقعہ پاکستان کو عالمی برادری میں بدنام اور تنہا کرنے کی مذموم سازش ہے لیکن دہشت گرد اپنی اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اس حقیقت سے بین الاقوامی برادری اچھی طرح آگاہ ہے کہ دہشت گردی نے پاکستان سمیت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پاکستان خود اس کا سب سے بڑا شکار ہے۔ یہ ایوان مرحومین کے لواحقین کے ساتھ بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور یہ ایوان وفاقی حکومت اور گلگت بلتستان کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کرنے کے لئے ایک جامع حکمت عملی وضع کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22 اور 23۔جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں واقع نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے اور اس میں ہلاک ہونے والے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ یہ واقعہ پاکستان کو عالمی برادری میں بدنام اور تنہا کرنے کی مذموم سازش ہے لیکن دہشت گرد اپنی اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اس حقیقت سے بین الاقوامی

برادری اچھی طرح آگاہ ہے کہ دہشت گردی نے پاکستان سمیت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پاکستان خود اس کا سب سے بڑا شکار ہے۔یہ ایوان مرحومین کے لواحقین کے ساتھ بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور یہ ایوان وفاقی حکومت اور گلگت بلتستان کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کرنے کے لئے ایک جامع حکمت عملی وضع کی جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان 22اور 23۔جون 2013 کی درمیانی شب گلگت بلتستان کے ضلع دیامیر میں واقع نانگا پربت کے بیس کیمپ فیری میڈوز میں دہشت گردوں کے حملے اور اس میں ہلاک ہونے والے غیر ملکی سیاحوں کی ہلاکت کی پُر زور مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ یہ واقعہ پاکستان کو عالمی برادری میں بدنام اور تنہا کرنے کی مذموم سازش ہے لیکن دہشت گرد اپنی اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اس حقیقت سے بین الاقوامی برادری اچھی طرح آگاہ ہے کہ دہشت گردی نے پاکستان سمیت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پاکستان خود اس کا سب سے بڑا شکار ہے۔یہ ایوان مرحومین کے لواحقین کے ساتھ بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور یہ ایوان وفاقی حکومت اور گلگت بلتستان کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مستقل حل تلاش کرنے کے لئے ایک جامع حکمت عملی وضع کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: اب مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب وزیر خزانہ اپنی تقریر wind up کریں۔ منسٹر صاحب! آپ نے سب باتیں غور سے سنیں اب آپ نے ان کا جس طرح سے جواب دینا ہے وہ دے دیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے معزز ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مالی سال 14-2013 کے بجٹ کی بحث میں تعمیری حصہ لیا۔ میں اپوزیشن کے کردار کو بھی سراہنا چاہتا ہوں جس نے اپنی قیمتی آراء سے نوازا ہے۔ میں صحافی بھائیوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مثبت انداز میں بجٹ کو نشر کیا اور عوام تک صحیح معلومات پہنچائیں۔ اس سال کا بجٹ منفرد حالات میں پیش کیا گیا ہے کیونکہ ہماری حکومت کو بجٹ ترتیب دینے کے لئے قلیل مدت میسر آئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ pre-budget debate کی روایت متعارف کروانے کا سہرا بھی ہمارے ہی سر پر ہے۔ اس کی پابندی کے لئے اسمبلی کے Rules of Business میں ترمیم بھی کی گئی۔ اس سال pre-budget session کے وقت صوبائی اسمبلی اپنی میعاد پوری کر رہی تھی لہذا اس کا اہتمام نہ کیا جا سکا، آئندہ سالوں میں pre-budget debate کا انشاء اللہ پابندی سے انعقاد یقینی بنایا جائے گا۔ علاوہ ازیں میں معزز ممبران اسمبلی کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو زیادہ سے زیادہ مؤثر اور فعال بنانا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں تمام ضروری اقدامات جلد کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ ایک انتہائی اہم دستاویز ہے جو حکومت کی سالانہ ترجیحات اور اہداف فراہم کرتی ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ایسا بجٹ پیش کیا جائے جو ہر لحاظ سے مناسب اور متوازن ہو، ہمارے معزز ممبران اسمبلی نے بجٹ کی بحث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اپوزیشن کے دوستوں نے کچھ ایسے اہم نکات اٹھائے جن کی تصحیح اور وضاحت ضروری ہے۔ میں بجٹ کی بحث کو سمیٹتے ہوئے ان چیدہ چیدہ تجاویز کا احاطہ کرنا چاہوں گا اور ان غلط فہمیوں کی وضاحت بھی کرنے کی کوشش کروں گا جو دوران بحث سامنے آئیں۔ اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کے دوران یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ یہ بجٹ، ٹیکس فری بجٹ نہیں ہے اور اس بجٹ کے ذریعے عوام پر ٹیکسوں کے بوجھ میں 31۔ ارب روپے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میری جانب سے کسی موقع پر بھی یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ خود انحصاری ہمارے قومی وقار کے لئے انتہائی اہم ہے، کوئی ملک اپنے وسائل میں اضافہ

کئے بغیر عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر عملدرآمد نہیں کر سکتا اسی لئے حکومت نے اس بجٹ میں ایسی ٹیکس تجاویز پیش کی ہیں جن کا اثر امیر اور مراعات یافتہ طبقہ پر پڑے گا جو ٹیکس دینے کی پوری استطاعت رکھتے ہیں اس حوالے سے میں کیٹیگری (اے) میں دو کنال سے بڑے گھروں میں یک وقتی لگژری ٹیکس کا ذکر کروں گا۔ صوبے کے مہنگے ترین گھروں کے رہائش پذیر یہ افراد ٹیکس دینے کی استطاعت رکھتے ہیں ان سے یہ ٹیکس وصول کیا جائے گا۔اسی طرح مفاد عامہ کے منصوبوں کے لئے وسائل پیدا کئے جائیں گے، capital gain tax کا اطلاق بھی صرف ان لوگوں پر ہو گا جو پراپرٹی مارکیٹ میں سٹہ بازی کے ذریعے منافع حاصل کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کو جو اپنے گھروں کی تعمیر کے لئے زمین خریدیں گے اور پانچ سال تک اسے فروخت نہیں کریں گے ان پر اس ٹیکس کا اطلاق نہیں ہو گا۔ ہمیں امید ہے کہ اس ٹیکس کے ذریعے پراپرٹی مارکیٹ میں استحکام آئے گا جس سے پلاٹس کا حصول عوام کی دسترس میں رکھنے میں مدد ملے گی۔ اسی طرح زرعی ٹیکس کے نظام سے بھی بڑے زمینداروں سے ٹیکس وصول کیا جائے گا اور چھوٹے کاشتکاروں کے مسائل کے حل کے لئے وسائل اکٹھے کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ یہ ٹیکس ہمارے ملک میں ٹیکس وصولی کے نظام میں equity یعنی برابری کی جانب ایک اہم قدم ہو گا تاکہ ایک جیسی آمدنی رکھنے والے افراد کو ٹیکس نیٹ میں لایا جا سکے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی جانب سے یہ نکتہ اعتراض بھی اٹھایا گیا کہ حکومت نے کسی criteria کے بغیر تمام پانچ مرلہ گھروں پر ٹیکس عائد کر دیا ہے اور اس ٹیکس کا اطلاق retrospectively ہو گا۔ میں یہاں پر ایک مرتبہ پھر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ تمام پانچ مرلہ گھروں پر ٹیکس کی تجویز پیش کی گئی اور نہ ہی اس کا اطلاق بغیر کسی criteria کے کیا گیا ہے۔اس بات کا بھی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کہ اس ٹیکس کا اطلاق retrospectively ہو گا۔ میں معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ ٹیکس صرف ان پانچ مرلہ گھروں پر لگایا جائے گا جو پوش یعنی Category-A علاقوں میں واقع ہیں اور جن کی سالانہ رینٹل ویلیو 2001 کے ریٹس کے مطابق -/5000 روپے سے زائد ہے۔ یہ گھر یا تو لگژری فلیٹس ہیں یا high-end properties ہیں۔ میں دوبارہ وضاحت کر دوں کہ اس ٹیکس کا دائرہ کار صرف Category-A تک محدود ہے۔ان آبادیوں میں لاہور کے امیر علاقے مثلاً گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، جی او آر۔I اور اپر مال وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ پورے پنجاب میں راولپنڈی کی دو اور فیصل آباد کی فقط ایک آبادی Category-A میں شامل ہے۔اس حوالے سے یہ بات بھی واضح

کرنا ضروری ہے کہ باقی تمام categories میں پانچ مرلہ تک کے گھروں کو پراپرٹی ٹیکس سے استثنیٰ بدستور حاصل رہے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ موجودہ مالی سال میں ترقیاتی بجٹ کی utilization تقریباً 55 فیصد رہی۔ میں معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ موجودہ سال ترقیاتی بجٹ کی utilization باسٹھ فیصد سے زائد ہو گی۔ یہ کارکردگی باوجود اس امر کے کہ وفاقی حکومت نے Federal Divisible Pool سے پنجاب کو بجٹ تخمینہ سے 82۔ارب روپے کم دیئے۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بات بھی مدنظر رکھنا ہو گی کہ مالی سال جنرل الیکشن کا سال ہے۔ مارچ کے مہینے میں جب ترقیاتی کام اپنے عروج پر ہوتے ہیں تو صوبے کا انتظام وانصرام نگران حکومت کے سپرد ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ الیکشن کمیشن نے بھی فروری کے مہینے میں نئی سکیموں کے لئے funds کے اجراء پر پابندی عائد کر دی تھی۔

جناب سپیکر! بعض معزز ممبران اسمبلی نے یہ نکتہ اُٹھایا ہے کہ پنجاب کے واجب الادا قرضہ جات کا حجم 445۔ارب روپے ہے جس میں بیرونی قرضہ جات کا حصہ 90 فیصد ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ ترقیاتی سکیموں کی saving سے یہ قرضہ جات ادا کئے جائیں۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی پروگرام کے حجم میں کمی کی سب سے بڑی وجہ پنجاب کو Federal Divisible Pool سے وصول نہ ہونے والے محاصل میں نمایاں کمی ہے جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں چونکہ یہ رقم موصول ہی نہیں ہوئی اس لئے اس رقم سے قرضوں کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں ایوان میں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بین الاقوامی معیار کے مطابق قرضوں کو جانچنے کی کسوٹی ان کی Nominal Value کی بجائے صوبے کی Debt to G.R.P ratio ہے اگر میں آسان الفاظ میں اسے بیان کرنا چاہوں تو اس کا یہ مطلب بنتا ہے کہ جیسے جیسے صوبے کی معیشت کا حجم بڑھتا ہے اسی طرح صوبے کے قرض واپس کرنے کی استطاعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر قرضوں میں اضافے کی شرح معیشت کے حجم میں اضافے سے کم ہو تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ صوبے کے لئے قرضے کو ادا کرنا نسبتاً آسان ہو گیا ہے۔ مالی سال 08-2007 کے اختتام پر پنجاب کے واجب الادا قرضہ جات کا حجم 247.8۔ارب روپے تھا جس میں بیرونی قرضہ جات کی مالیت 196.9۔ارب روپے تھی جبکہ اندرونی قرضہ جات کا حجم 50.9۔ارب روپے تھا اور Debt to G.R.P ratio چار فیصد تھی۔ مالی سال

2012-13میں اگرچہ قرضہ جات کی Nominal Value 445.1ارب روپے ہے لیکنDebt to GRP ratioکم ہو کر3.9فیصد ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات خوش آئند ہے کہ معیشت کے حجم کے مقابلے میں صوبے کے قرضوں کا حجم2007-08 کی نسبت کم ہوا ہے۔ معزز ایوان کو یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ 2007-08 کی نسبت بیرونی قرضوں کے حجم میں ہونے والے اضافے میں سے 127۔ارب روپے کا اضافہ صرف اور صرف ڈالر کی نسبت قیمت میں کمی واقع ہونے سے ہوا ہے جبکہ بقایا79.4۔ارب روپے کے بیرونی قرضہ جات مفاد عامہ کے منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران حاصل کئے گئے ہیں۔ان میں درج ذیل پراجیکٹس شامل ہیں:

1. Punjab Education Sector Reform Programme.
2. Punjab Millennium Development Goals Programme.
3. Punjab Barrages Rehabilitation and Modernization Programme.
4. Punjab Health Sector Reform Programme.
5. Punjab Large Cities Governance Improvement Programme.
6. New Kanki Barrage Project
7. Punjab Irrigation System Improvement Project.
8. Punjab Government Efficiency Improvement Programme.
9. Punjab Land Record Management and Information System Project.

میں معزز ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ صوبے کے اندرونی قرضہ جات کی مالیت مالی سال 2007-08 کے اختتام پر50.9۔ارب روپے تھی جو مالی سال2013-14 میں کم ہو کر 41.8۔ارب روپے رہ گئی ہے۔اس طرح ان قرضوں میں 9.1۔ارب روپے کی کمی واقع ہوئی۔ میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر قرضوں کا حصول مفاد عامہ کے منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے کیا جائے تو یقیناً یہ ترقی کی رفتار کو بڑھانے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔ورلڈ بنک کے تعاون سے حکومت پنجاب نے اپنا debt sustainability analysisکروایا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگلے سالوں میں صوبے کی Debt to GRP ratioکم ہو کر صرف1.2 فیصد رہ جائے گی جبکہ debt servicingصوبے کی مجموعی آمدن کے چار فیصد سے کم ہو کر 0.9 فیصد رہ جائے گی۔یہ تجزیہ اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ پنجاب حکومت کا واجب الادا قرض اس کی قرض ادا کرنے کی استعداد سے بہت کم ہے۔در حقیقت صوبے کے پاس یہ گنجائش موجود ہے کہ مزید قرضے حاصل کئے جائیں لیکن حکومت پنجاب اس حوالے سے

انتہائی محتاط رویہ اختیار کئے ہوئے ہے اور آئندہ بھی صرف ان منصوبوں کے لئے قرضہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو خالصتاً عوامی مفاد کے منصوبے ہوں اور جن سے صوبے کی معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہو سکیں۔

جناب سپیکر! بحث کے دوران اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے مالی سال 14-2013 میں 101۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ رواں مالی سال میں صرف 23۔ارب 38 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ میں یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر نے رقوم کا حوالہ دیتے وقت دو مختلف مدات میں مختص کی گئی رقوم کا موازنہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگلے مالی سال کے بجٹ تخمینہ جات میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں 101۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جبکہ رواں مالی سال کے لئے اس مد میں 91۔ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لہذا یہ اضافہ لگ بھگ دس فیصد ہے۔ جس مصرف کے لئے رواں مالی سال میں 23۔ارب 38 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں وہ GA-10 گرانٹ ہے جو صوبائی محکمانہ اخراجات بشمول صوبائی اسمبلی، گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ آفس، صوبائی سیکرٹریٹ اور ڈسٹرکٹ کلکٹر دفاتر کے مصارف پر استعمال ہوتی ہے۔GA-10 کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات 13۔ارب 96 کروڑ روپے ہیں جبکہ اگلے مالی سال کے لئے اس مد میں 15۔ارب 56 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اقلیتوں کے لئے مختص کردہ فنڈز کے بارے میں بھی دریافت کیا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ رواں مالی سال میں ہیومن رائٹس اور اقلیتوں کے لئے 32 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ اگلے مالی سال کے لئے لگ بھگ اتنے ہی فنڈز فراہم کرنے کی تجویز دی گئی تھی۔ پنجاب میں اقلیتوں کی فلاح و بہبود حکومت کی ایک اہم ترجیح ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگلے مالی سال میں ہیومن رائٹس اور اقلیتوں کے لئے مختص فنڈز 31 کروڑ 50 لاکھ روپے سے بڑھا کر 40 کروڑ روپے کر دیئے جائیں گے کیونکہ یہاں پر جتنے بھی ہمارے معزز ممبران اسمبلی نے ہیومن رائٹس اور اقلیتوں کے فنڈز کے حوالے سے budget debate میں حصہ لیا ان سب نے اپنی تقریر میں اس کو 21 کروڑ 50 لاکھ روپے ظاہر کیا جبکہ درحقیقت ہماری بجٹ کی کتابوں میں 31 کروڑ 50 لاکھ روپے اقلیتوں اور ہیومن رائٹس کے لئے مختص کئے گئے تھے۔ پچھلے سال 32 کروڑ روپے رکھے گئے تھے مگر اس سال اس کو 31 کروڑ 50 لاکھ

روپے سے بڑھا کر 40 کروڑ روپے کر دیں گے۔ جس سے اس میں موجودہ مالی سال کی نسبت 25 فیصد اضافہ کر دیا جائے گا۔ میں یہاں پر اپنے اقلیتی بھائیوں اور بہنوں سے پُرزور اپیل کرنا چاہوں گا کہ وہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے بہتر سے بہتر سکیمیں تجویز کریں تاکہ ان فنڈز کو بہترین طریقہ سے استعمال کیا جا سکے۔ پچھلے سال شاید caretaker setup اور کچھ سکیمیں نہ آنے کی وجہ سے اقلیتوں کے کافی سارے فنڈز lapse ہو گئے مگر اب اس میں دیکھ لیں کہ تقریباً اس میں 9 کروڑ روپے اضافہ کر دیا گیا ہے جو 25 فیصد بنتا ہے۔

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے مالی سال 14-2013 میں پولیس کے لئے مختص کردہ فنڈز 93.71۔ارب روپے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کی allocation میں 76.3 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ پولیس کی کارکردگی میں کافی کمی واقع ہوئی ہے۔ میں ممبران اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پولیس کے بجٹ میں صرف 14.6 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ رواں مالی سال میں پولیس کے لئے 61.5۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ آئندہ مالی سال میں 70.5۔ ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ جیسا کہ میں اپنی بجٹ تقریر میں عرض کر چکا ہوں کہ حکومت پنجاب تھانہ کلچر کو ختم کرنے کے لئے ایک مربوط منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ آپ کے علم میں ہو گا کہ حکومت پنجاب 100 پولیس سٹیشنوں کو ماڈل پولیس سٹیشن کا درجہ دے چکی ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کے شعبے کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے پولیس افسران کو ترکی اور متحدہ عرب امارات کے تعاون سے تربیت بھی دلائی جا رہی ہے۔ یہ تمام اقدامات پولیس کی استعداد کار کو بڑھانے میں انتہائی مؤثر ثابت ہوں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث کے دوران دانش سکولوں کا ذکر بھی آیا۔ اگر اس وقت یہاں پر قائد حزب اختلاف تشریف فرما ہوتے کیونکہ میں یہ جو بہت ساری explanations دے رہا ہوں انہوں نے اپنی تقریر میں جو غلط quote figures کی تھیں اُس حوالہ سے میں چاہتا تھا کہ وہ یہ دیکھ لیتے کہ بجٹ میں ہم نے جو پیش کیا ہے وہ اصل میں کیا ہے مگر وہ شاید اُٹھ کر چلے گئے کہ وہ اپنی تقریر کا جواب سُننا نہیں چاہ رہے تھے تو یہ اُن کی مہربانی ہے۔ کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اعتراض کیا کہ دانش سکولوں میں ہر بچے پر ماہانہ 16 ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں جبکہ عام سرکاری سکولوں میں ایک بچے پر ماہانہ 15 پیسے خرچ کئے جاتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے خاص طور پر اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہمارے عام سرکاری سکولوں میں ایک بچے پر ماہانہ 15 پیسے خرچ کئے جاتے ہیں تو میں اس کو آگے explain کر رہا ہوں۔ پھر یہ کہا گیا کہ حکومت ایک دانش سکول پر جتنی رقم خرچ کر رہی ہے اس سے پانچ سو سرکاری

سکولوں کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ میں یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار حقیقت کے برعکس ہیں۔ حکومت پنجاب سرکاری سکولوں میں فی بچہ اوسطاً 1600 روپے ماہانہ خرچ کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ دانش سکول بورڈنگ سکول ہے جہاں بچوں کے لئے بہترین تعلیمی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں علاوہ ازیں دیگر سہولیات مثلاً قیام وطعام، کتب، یونیفارم وغیرہ کی فراہمی کے عوض اُن سے ایک پیسا بھی وصول نہیں کیا جاتا۔ اس لحاظ سے دانش سکول کا خرچ کسی بھی کیڈٹ سکول سے زائد نہ ہے۔ یہاں میں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ اگلے مالی سال میں دانش سکولوں کے لئے 3۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ نئے دانش سکولوں کے قیام اور تعمیر شدہ دانش سکولوں کے جاریہ اخراجات پر صرف ہوں گے۔ میں یہاں پر تھوڑا سا یہ بھی explain کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر یہ کہا گیا کہ پچھلے سالوں میں جو دانش سکول بنے اُن پر کم cost آئی اور اس سال بجٹ میں رکھے جانے والے 3۔ارب روپے سے جو 6 دانش سکول بنیں گے تو اس میں کہا گیا کہ شاید دانش سکول کی cost بڑھ گئی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران اور خصوصاً معزز ممبرانِ حزب اختلاف کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس وقت مختلف اضلاع میں ہمارے 14 دانش سکول operational ہیں اور اُن 14 دانش سکولوں کا خرچہ اس 3۔ارب روپے میں شامل ہے جو دانش سکول اتھارٹی کو ٹرانسفر کئے جاتے ہیں اور پھر دانش سکول اتھارٹی وہاں کی salaries and other facilities provide کرتی ہے۔ باقی جو نئے سکول بنیں گے اُن میں routine کا ہی اضافہ آپ کو دیکھنے کو ملے گا۔

جناب سپیکر! کچھ ممبران اسمبلی نے توجہ دلائی ہے کہ عام آدمی کو گوشت اور دودھ کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ اس ضمن میں حکومت نے محض ایک ارب 44 کروڑ روپے مختص کئے ہیں حالانکہ یہ رقم اس سیکٹر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ گنا زیادہ ہونی چاہئے تھی۔ معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس رقم کا ذکر کیا اس کا تعلق مذکورہ محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام سے ہے جبکہ حقیقت کچھ یوں ہے کہ کل ترقیاتی اخراجات کے لئے 3۔ارب 44 کروڑ روپے اور جاریہ اخراجات کے لئے 3۔ارب 14 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ نادار اور ضعیف خواتین کو مویشی فراہم کرنے کے لئے 50 کروڑ روپے کی اضافی رقم بھی رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے کچھ ارکان نے یہ گلہ کیا ہے کہ حکومت نے جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے 93۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے جبکہ پوٹھوہار اور وسطی پنجاب کو نظرانداز کیا گیا

ہے۔ میں اس سلسلہ میں ایوان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کل ترقیاتی پروگرام میں سے بقیہ رقم وسطی پنجاب اور پوٹھوہار میں خرچ کی جائے گی۔ ہماری حکومت اس بات پر یقین رکھتی ہے اور سختی سے اس پر پابند رہے گی کہ صوبے کے وہ علاقے جو قدرے کم ترقی یافتہ ہیں ان کا صوبے کے وسائل پر حق فائق ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ صوبے کے دوسرے علاقوں کو نظرانداز کیا جارہا ہے۔ میں یہاں ایوان کی توجہ صرف ایک مد پر دلانا چاہوں گا کہ صرف پوٹھوہار کے علاقے میں سمال ڈیمز کے جاری شدہ منصوبوں کی کل لاگت 9۔ارب روپے سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! معزز ممبران اسمبلی نے اور خصوصاً قائد حزب اختلاف نے اس سمت بھی اشارہ کیا کہ لوکل گورنمنٹ الیکشن کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ میں معزز ممبران کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ الیکشن کا انعقاد الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ذمہ داری ہے جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے اس سلسلہ میں مالی اخراجات بھی وہی برداشت کریں گے۔ صوبہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن کی طرح لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں بھی الیکشن کمیشن کی بھرپور معاونت کرے گا۔

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے بعض ممبران اسمبلی نے اشارہ کیا ہے کہ Chief Minister House کے بجٹ میں 30 فیصد کٹوتی محض نظر کا دھوکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس خرچے کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر: دس منٹ وقت اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں معزز ممبران کو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 13-2012 میں Chief Minister House کے لئے مختص کردہ رقم 259.8 ملین روپے تھی جو کہ آئندہ مالی سال میں کم کر کے 199.9 ملین کر دی گئی ہے۔ مزید برآں Chief Minister House کی 77 اسامیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ اس طرح یہ کٹوتی 30 فیصد بنتی ہے جو کہ حقیقی طور پر خرچے میں کمی کا باعث ہوگی۔

جناب سپیکر! ممبران اسمبلی نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ 10 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے معاملے میں ہمیشہ وفاقی حکومت کو follow کرتی ہے کیونکہ ہم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے لئے basic scales or national pay scale کے نظام پر عمل کر رہے ہیں۔ وفاقی حکومت کے اعلان کردہ اضافے سے زیادہ شرح سے تنخواہ میں اضافہ کرنے سے pay scale system میں خرابی پیدا ہوگی۔ میں

یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پنشن میں بھی 10 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ ہم نے بجٹ میں جو اعلان کیا تھا اب ہم نے اُس کو بدلتے ہوئے کم از کم پنشن جو تین ہزار روپے ماہانہ تھی اُس کو بڑھا کر 5 ہزار روپے ماہانہ کر دی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آئندہ سال کے میزانیہ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے بعض ممبران اسمبلی نے ملتان روڈ پر میٹرو بس سروس ایکسٹینشن منصوبے پر بھی تنقید کی۔ کچھ ممبران اسمبلی نے زور دیا کہ میٹرو بس منصوبے پر خرچ کرنے کی بجائے لاہور رنگ روڈ کے منصوبے کو پایا تکمیل تک پہنچایا جائے۔ چند ممبران اسمبلی نے تجویز پیش کی کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے لے کر جلو پارک تک نہر کے ساتھ ساتھ ریلوے ٹریک بچھایا جائے۔ مولانا شوکت علی روڈ کو وحدت روڈ سے لنک کیا جائے تاکہ جنوبی لاہور کے عوام کو بھی فائدہ ہو۔ کیمپس پر اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس تعمیر کیا جائے تاکہ وہاں پر ٹریفک جام نہ ہو۔ میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میٹرو بس اور ریل کے لاگت کے تخمینے میں 8/1 کا تناسب ہے۔ حکومت پنجاب کو صوبہ بھر میں عوام کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کی ضروریات کا مکمل ادراک ہے اپنے وسائل میں رہتے ہوئے اور صوبہ کے تمام علاقہ جات میں equitable ترقی کے vision کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت اس معاملے میں تمام ضروری اقدامات اٹھائے گی۔

جناب سپیکر! بعض معزز ممبران اسمبلی نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ جنوبی پنجاب میں نئے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول بنانے کے لئے مزید بجٹ بڑھایا جائے۔ میں معزز ممبران اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے نئے سکولوں کے قیام اور موجودہ سکولوں کی upgradation کے لئے ایک مربوط پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس پروگرام میں جنوبی پنجاب کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب میں واقعہ تمام سکولوں میں سہولیات یعنی بیت الخلاء، چار دیواری، پانی اور بجلی کی کمی کو ایک سال میں پورا کر لیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ مالی سال میں تین سو ایسی دیہی یونین کونسلیں جہاں طالبات کے ہائی سکول موجود نہیں ہیں وہاں پر موجود پرائمری یا ایلیمنٹری سکولوں کو upgrade کرنے کا کام بھی شروع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! بعض ممبران اسمبلی نے دانش سکول اور لیپ ٹاپ سکیم کو ہدف تنقید بناتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان منصوبوں کی بجائے بنیادی تعلیم پر زور دیا جائے جو کہ حکومت کی اصل ذمہ داری ہے۔ میں یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت ایک طرف تو دانش سکول کے منصوبے سے معاشی بد حالی کے شکار طبقات کے بچوں کو اعلیٰ تعلیمی اداروں کی سہولیات مہیا کر رہی ہے تو

دوسری طرف نوجوانوں کو جدید تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لئے لیپ ٹاپ سکیم کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے کئی قابل ذکر اقدامات اٹھائے ہیں جن کا مقصد صوبہ میں تعلیمی اداروں کی استطاعت کو بڑھانا، سہولیات کے فقدان کو پورا کرنا، نئے تعلیمی اداروں کا قیام ہے۔ میں یہاں یہ واضح کردوں کہ دانش سکولوں اور لیپ ٹاپ سکیم کا خرچہ تعلیم کے سیکٹر کے کل اخراجات کا صرف دو فیصد سے بھی کم ہے۔

جناب سپیکر! کچھ ممبران اسمبلی نے بجٹ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے تنقید کی کہ حکومت نے گیارہ ماہ کے قلیل عرصے میں میٹرو بس کے منصوبہ کو تو پایۂ تکمیل تک پہنچادیا لیکن گزشتہ پانچ سالوں سے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرانے میں ناکام رہی، تنقید اچھی بات ہے لیکن تنقید برائے تنقید ممبران اسمبلی کو میں سمجھتا ہوں کہ زیب نہیں دیتی۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے Land Record Management Information System کے انقلاب آفرین منصوبہ کا آغاز کیا اور اس کے منصوبہ کے تحت سال 2014 کے اختتام تک تمام لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جائے گا۔ اب تک L.R.M.I.S. کے تحت پنجاب کے تمام چھتیس اضلاع میں اس منصوبہ پر کام کا آغاز ہو چکا ہے، بارہ اضلاع میں سو فیصد ڈیٹا انٹری کر لی گئی ہے جبکہ باقی اضلاع میں کمپیوٹرائزیشن کا کام تیزی سے جاری ہے۔ اس منصوبہ کے تحت اب اٹھارہ اضلاع میں چالیس سروس ڈیلیوری سنٹر کام کر رہے ہیں اور ان میں فرد کی کاپی 30 منٹ اور انتقال زمین کی تصدیق محض 50 منٹ میں کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! آئندہ مالی سال کے میزانیہ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے چند ممبران اسمبلی نے قبرستانوں کی زبوں حالی کا ذکر کیا ہے۔ حکومت پنجاب قبرستانوں کی حالت زار بہتر بنانے کے لئے سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔ قبرستانوں کی نگہداشت اور حفاظت کے لئے حکومت پنجاب نے موجودہ مالی سال میں ایک ارب روپے جاری کئے ہیں اور آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 2۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کے دوران یہ نکتہ بھی اٹھایا گیا کہ زراعت کے شعبہ کے لئے مختص کی گئی 22۔ارب روپے کی رقم ناکافی ہے۔ میں معزز ممبران اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے زرعی شعبہ کی مد میں مختص کردہ رقوم کے علاوہ زراعت کے شعبہ میں ترقی کے لئے سولر بائیو گیس سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے 7۔ارب 50 کروڑ روپے کی

خطیر رقم مختص کی ہے۔اس کے علاوہ اریگیشن سیکٹر میں ترقیاتی اخراجات کا ہدف 22۔ارب 40کروڑ روپے ہے جس کا براہ راست فائدہ بھی کاشتکار کو پہنچے گا۔

جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں خصوصی طور پر Forensic Science Laboratory کے لئے مختص کردہ رقوم کے بارے میں وضاحت طلب کی ہے۔اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ اپنی طرز کی ملک کی واحد لیبارٹری ہے جو کہ جرائم کی جدید سائنسی خطوط پر تفتیش کے لئے قائم کی گئی ہے جس کے ذریعے مجرموں کو قانون کی گرفت میں لانے میں مدد ملے گی اور conviction rate میں اضافہ ہوگا۔اس لیبارٹری نے مالی سال 13-2012 کے دوران کام کا باقاعدہ آغاز کیا، رواں مالی سال میں لیبارٹری کے تحقیقی امور اور عملہ کی تنخواہوں پر اٹھنے والے اخراجات کے لئے 20کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی۔یہ رقم سال کے کچھ حصہ کے لئے درکار تھی اگلے سال لیبارٹری کو پورے مالی سال کے لئے جاریہ اخراجات سے فنڈز کی فراہمی ناگزیر ہے لہذا لیبارٹری کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگلے مالی سال کے دوران 66کروڑ 55لاکھ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔یہاں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ ایسی جدید لیبارٹری کو چلانے کے لئے نہایت مہنگے inputs کی ضرورت ہوتی ہے۔امید ہے کہ ان وسائل کے ذریعے صوبہ میں انصاف کی فراہمی میں نمایاں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر!کچھ ممبران نے موبائل عدالتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔میں یہ بتانا چاہوں گا کہ انصاف کی فراہمی کے لئے اعلیٰ عدالتوں کی مشاورت سے تمام تر وسائل مہیا کئے جا رہے ہیں۔اس سلسلہ میں اگلے مالی سال کے لئے ایک ارب روپے کی اضافی رقم مختص کی گئی ہے جس کے ذریعے ماتحت عدلیہ کے لئے 9500 نئی اسامیاں منظور کی گئی ہیں جن میں ایڈیشنل سیشن ججز اور سول ججز کی 1013 اسامیاں شامل ہیں۔ان اقدامات کے نتیجے میں صوبہ میں انصاف کی تیز تر فراہمی میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر!معزز ممبران نے سوال کیا ہے کہ نیا PFC Award کیوں نہیں لایا جا رہا؟اس حوالے سے یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ نیا PFC Award لانے کے لئے Provincial Finance Commission کی تشکیل ایک لازمی امر ہے۔پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے مطابق PFC کے ممبران میں لوکل گورنمنٹ ناظمین کا شامل ہونا ضروری ہے۔یہی وجہ ہے کہ موجودہ حالات میں نئے PFC کی تشکیل ممکن نہیں۔معزز ممبران کے اطمینان کے لئے بتاتا چلوں کے بجٹ تجاویز میں لوکل گورنمنٹ کے لئے مجوزہ وسائل کا تعین PFC Award 2006 کی رُو کے مطابق کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اسمبلی کارروائی کے لئے مزید دس منٹ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کے اختتام پر اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 14-2013 کا بجٹ عوامی امنگوں کے عین مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ بجٹ عوام سے کئے گئے وعدوں اور ہماری پالیسیوں کی تکمیل کی طرف ایک اہم قدم ثابت ہوگا۔ میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت عوام کو صحت، تعلیم، سماجی و معاشی تحفظ اور امن و امان کی بھرپور سہولیات فراہم کرے گی۔ صوبہ کے infrastructure میں بھی گراں قدر اضافہ کیا جائے گا اور قدرے کم ترقی یافتہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لا کر کھڑا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں خصوصی طور پر خادم پنجاب کا شکرگزار ہوں کہ جن کی leadership کے بغیر میرے لئے یہ بجٹ پیش کرنا ممکن نہ ہوتا۔ ممبران اسمبلی کی دوران بجٹ مثالی سنجیدگی اور تعمیری سوچ میرے لئے راہنمائی کا باعث رہی۔ بجٹ کو ایوان میں منظور کرانا اہم سہی لیکن اس سے بھی اہم بجٹ میں بیان کردہ اہداف اور ترجیحات کا حصول ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس بجٹ کے ذریعے ہم خادم اعلیٰ پنجاب کے vision کو ایک اٹل حقیقت بنادیں گے اور یہ vision اس صوبہ کی تقدیر بدل دے گی، صوبہ کو ترقی کی ایک ایسی راہ پر گامزن کرے گی جو عوام میں خوشحالی اور خوشیوں کی سوغات لے کر آئے گی۔

جناب والا! یہ بجٹ انہی ترجیحات اور اسی vision کا تسلسل ہے جس پر عوام نے 11۔ مئی کو مہر ثبت کی تھی۔ میں آخر میں، ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ:

حِصار اَبر سے سورج نکلنے والا ہے
نظر اٹھاؤ کہ منظر بدلنے والا ہے

پاکستان زندہ باد پاکستان پائندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ نے بڑے اچھے طریقے سے کافی باتوں کو سمیٹ لیا ہے۔ شاباش۔ کل سالانہ بجٹ کے مطالبات زرپر ووٹنگ کا آغاز ہوگا۔ شکریہ

اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 25۔ جون 2013 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔